مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی رسالہ

انصار الدین

مئی جون ۲۰۲۳ء | ہجرت/احسان ۱۴۰۲ ہجری شمسی | ذوالقعدہ/ذوالحجہ ۱۴۴۴ ہجری | جلد ۲۰ نمبر ۳



حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْحُ جَاءَ الْمَسِیْحُ
نیز بشنو از زمین آمد امام کامگار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 132)

آسمان کی آواز سنو کہ مسیح آگیا ہے مسیح آگیا ہے
نیز امام کامگار کی آمد کا زمین سے بھی سنو

مجلس انصار اللہ برطانیہ
فلاحی منصوبے برائے سال 2023ء



آنکھوں کے آپریشنز
مسرور آئی انسٹیٹیوٹ برکینا فاسو

ایک آنکھ کے آپریشن کے اخراجات: £50



ٹیوب ویل

پانی کا نیا کنواں: £2,000

مرمت برائے پانی کا کنواں: £750

ایک کنواں / پمپ روزانہ 1000 سے زائد لوگوں کو تازہ پانی مہیا کرتا ہے



مسرور جنرل ہسپتال
برکینا فاسو

پہلے مرحلے میں زچہ وبچہ یونٹ کی تعمیر ہو گی۔

عطیہ برائے تعمیر بلاک: مبلغ 250،000 پاونڈز

عطیہ برائے تعمیر وارڈ: مبلغ 24،000 پاونڈز

عطیہ برائے کمرہ: مبلغ 10،000 پاونڈز

مبلغ 5,000 پاونڈز یا اس سے زائد عطیات دینے والوں کے نام بغرضِ دعا ہسپتال کی راہداری میں لگائے جائیں گے۔

اس کارِ خیر میں آپ دنیا کے کسی بھی ملک سے حصہ لے سکتے ہیں

اس ہسپتال کی تعمیر مختلف مراحل میں ہو گی۔

PLEASE KINDLY DONATE GENEROUSLY

USE THIS LINK: https://donation.charitywalkforpeace.org/
OR Scan the QR code. You can call us and we will assist you 020 8874 6630.



MAJLIS ANSARULLAH UK 33 GRESSENHALL ROAD LONDON SW18 5QH
T: 020 8874 6630 E: INFO@CHARITYWALKFORPEACE.ORG W: CHARITYWALKFORPEACE.ORG

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی رسالہ

انصار الدین

مئی جون 2023ء | ہجرت/احسان 1402 ہجری شمسی | ذوالقعدہ/ذوالحجہ 1444 ہجری | جلد 20 نمبر 3

مجلس انصار اللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدو جہد کرتا رہوں گا اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ
کیا آپ حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات
اور احمدیوں کی حفاظت کے لیے روزانہ دو نفل
ادا کر رہے ہیں اور
ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

صدر مجلس: ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن

قائد اشاعت: محمد اسحٰق ناصر

مدیر: محمود احمد ملک

نائبین: صفدر حسین عباسی

میر انجم پرویز

مینیجر: شفقت محمود ملک

"Ansaruddin" 33 Gressenhall Road, London, SW18 5QH, United Kingdom e-mail address: ansaruddin@ansar.org.uk

درس القرآن

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ
اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ (النحل:126)

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہے سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡہُ لَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ (التغابن:18)

ترجمہ: اگر اللہ کو قرضۂ حسنہ دو گے (تو) وہ اُسے تمہارے لیے بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت قدر شناس (اور) بردبار ہے۔

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِکۡمَۃَ اَنِ اشۡکُرۡ لِلّٰہِ
وَ مَنۡ یَّشۡکُرۡ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ (لقمان:13)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی (یہ کہتے ہوئے) کہ اللہ کا شکر ادا کرے تو وہ محض اپنے نفس کی بھلائی کے لیے ہی شکر ادا کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو یقیناً اللہ غنی ہے (اور) بہت صاحب تعریف ہے۔

وَ مَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ بِالَّتِیۡ تُقَرِّبُکُمۡ عِنۡدَنَا زُلۡفٰۤی
اِلَّا مَنۡ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۫ فَاُولٰٓئِکَ لَہُمۡ جَزَآءُ الضِّعۡفِ بِمَا عَمِلُوۡا وَ ہُمۡ فِی الۡغُرُفٰتِ اٰمِنُوۡنَ (سبا:38)

ترجمہ: اور تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایسی چیزیں نہیں جو تمہیں ہمارے نزدیک مرتبۂ قرب تک لے آئیں سوائے اس کے جو ایمان لایا اور نیک اعمال بجا لایا۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے اعمال کے بدلے جو وہ کرتے تھے، دُہری جزا دی جائے گی اور وہ بالاخانوں میں امن کے ساتھ رہنے والے ہیں۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت امام مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لیے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ یعنی میں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث صفحہ 51)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کی نقالی کرے اور اس کی چال ڈھال رکھے وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔

(ابوداؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشھرۃ، مسند احمد جلد 2 صفحہ 50 بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث 896 صفحہ 835 ایڈیشن 2015ء)

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تمہاری طرف کوئی ایسا شخص رشتہ بھیجے جس کے دین اور اخلاق تم کو پسند ہوں تو اس رشتہ کو قبول کرلیا کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوجائے گا۔

(ترمذی کتاب النکاح باب اذا جاءکم من ترضون دینہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم اس شخص کی خوشی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی اونٹنی بے آب وگیاہ جنگل میں گم ہوجائے اور اس اونٹنی پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو وہ اس کو اتنا ڈھونڈے کہ وہ اس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک جائے اور پھر کسی درخت کے تنے کے پاس سے گزرے اور دیکھے کہ اس کی اونٹنی کی لگام کسی درخت کی جڑوں سے اٹکی ہوئی ہے تو صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ شخص تو بہت خوش ہوگا۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بخدا! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے۔

(مسلم کتاب التوبۃ باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بھا)

بلال بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہلال کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ أَھِلَّہُ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْإِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰہُ

یعنی اے اللہ! اس کو ہم پر طلوع کر، سعادت اور ایمان کے ساتھ اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ، (اے چاند) میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے۔

(المستدرک الحاکم حدیث نمبر 7767)

حضرت قتادۃؒ تابعی سے روایت ہے کہ ان تک یہ بات پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو فرماتے: یہ خیر و رشد کا چاند ہو، یہ خیر و رشد کا چاند ہو، یہ خیر و رشد کا چاند ہو، میں ایمان لایا اس پر جس نے تجھے پیدا کیا۔ یہ تین مرتبہ فرماتے، پھر فرماتے: شکر ہے اس اللہ کا جو فلاں مہینہ لے گیا اور فلاں مہینہ لے آیا۔

(سنن ابی داؤد جلد چہارم حدیث نمبر 5092)



امام الکلام۔ کلام الامام

علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ

’’انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لیے وقف کر دی اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لیے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لیے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو کہ یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے، بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمان کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کے لیے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ فلہ اجرہ... (البقرہ:113) اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم و غموم اور کرب و افکار سے خواستگارِ نجات ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے۔ کیا للّٰہی وقف کا نسخہ 1300 برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا۔ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے۔ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔ میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لیے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا اس لیے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے! اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلب گار ہے تو وہ اللہ کے لیے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (بقرہ:132) جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لیے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لیے پسند کرتے ہیں اور خدا کے لیے زندگی وقف رکھنے کو عزیز رکھتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 369)



فرمودات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2022ء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’انصاراللہ کی عمر کے لوگ اپنی عقل اور تجربے کے لحاظ سے انتہا کو پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس یہ بات ان سے یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنی دینی، روحانی اور اخلاقی حالتوں کے بھی اعلیٰ نمونے دکھائیں۔ اپنے جائزے لیں کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کومان کرہم نے اپنے اندر کیا تبدیلی پیدا کی ہے اور دوسروں کو اس سے کیا فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ’’ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد1 صفحہ9) پس جماعت کا عقل وحکمت اور تجربے کے لحاظ سے جو بہتر حصہ کہلا سکتا ہے جیسا کہ میں نے کہا وہ آپ لوگ ہیں جو انصار کی عمر کے ہیں۔ پس عبادتوں کے معیار کے لحاظ سے بھی اور اعلیٰ اخلاق اور دوسری نیکیوں کے لحاظ سے بھی انصاراللہ ہی وہ تنظیم ہونی چاہیے جو نمونے قائم کرنے والی ہو اور یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب انسان کے دل میں تقویٰ ہو، تبھی انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے، تبھی انسان کی عبادتوں کے اور اعلیٰ اخلاق کے معیار قائم ہوتے ہیں، تبھی ایک انسان حقیقی انصار میں شمار ہوسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس وجہ سے اپنے ماننے والوں کو بے شمار جگہ بڑے درد کے ساتھ تقویٰ پر چلنے کے بارے میں بار بار نصیحت فرماتے رہے کیونکہ تقویٰ ایک بنیادی چیز ہے۔ چنانچہ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں: ’’بجز تقویٰ کے اَور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل 129:)‘‘ (ملفوظات جلد1 صفحہ10) یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔ پس ہر ایک ہم میں سے جائزہ لے کہ کس حد تک ہم میں تقویٰ ہے اور ہمارے احسان کرنے کے کیا معیار ہیں تبھی ہم حقیقی انصار کہلا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ محسنون میں شمار ہوتے ہیں۔ پس جب ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ ہم انصاراللہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں، اس کے دین کے مددگار ہیں تو پھر یہ خصوصیت بھی پیدا کرنی ہوگی کہ تقویٰ بھی ہو اور محسن بھی ہم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ وہ سب طاقتوں کا مالک ہے۔ یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے ایک نظام قائم فرمایا اور یہ نظام بنا کر فرمایا کہ تم اس نظام کا حصہ بن جاؤ اور میرے دین کے مددگار بن جاؤ تو میں تمہیں اس طرح سمجھوں گا جس طرح تم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار ہو لیکن یہ یاد رہے کہ میں یعنی اللہ تعالیٰ صرف انہیں دین کے مددگار سمجھوں گا جو تقویٰ کو اختیار کرنے والے ہیں اور احسان کرنے والے ہیں۔ تقویٰ کیا ہے؟ یہی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کا خوف، اس کی خشیت دل میں ہو اور ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور اسی طرح محسن وہ ہیں جو نیک باتوں کا علم رکھنے والے اور نیکیاں کرنے والے ہیں۔‘‘

(اختتامی خطاب برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ یوکے 2022ء)

اداریہ

مجلس انصاراللہ کا پاسِ وفا۔۔۔یوم خلافت کے تناظر میں

مجلس انصاراللہ کے عہد میں ہم خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور آنحضور ﷺ کی رسالت کو گواہ بنا کر یہ اقرار بھی کرتے ہیں کہ

’’...نظام خلافت کی حفاظت کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ ہم آخر دم تک جدو جہد کرتے رہیں گے اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہیں گے۔ نیز اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں گے۔‘‘

اس عہد پر دل و جان سے لبّیک کہتے ہوئے بے شمار مخلصین نے اپنی ذمہ داریوں کو حتی المقدور ادا کرنے کی سعادت پائی۔ منصبِ خلافت کا مثالی احترام، خلیفۂ وقت سے بے پناہ عشق اور پھر اس بےلوث محبت اور تعظیم کے رشتے کو اپنی آئندہ نسلوں میں جاری رکھنے کی مخلصانہ کوشش اُن کی زندگیوں کا نصب العین تھی۔ اُن کے عشق کا اظہار محض زبانی نہیں تھا بلکہ اُن کی آنکھوں سے اس بحرِ بےکراں کی طلاطم خیز لہروں کو محسوس کیا جاسکتا تھا جو اُن کے دل میں موجزن تھا۔ جلسہ سالانہ کی برکت سے اقوام عالم سے تعلق رکھنے والے بے شمار فرشتہ سیرت بزرگوں کے پاکیزہ چہرے اور نیک نمونے ہم نے مشاہدہ کیے ہیں جو دین العجائز کے سوا کچھ نہ تھے۔ اُن کی صحبت سے فیض یاب ہونے والوں میں یہ احساس بشدّت جاگزیں ہوتا ہے کہ محض زبان سے اظہار محبت کر دینا یا خطوط میں موتی بکھیر دینا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اس رہِ عشق کے تقاضے اَور بھی ہیں۔ مثلاً اطاعت کا مثالی نمونہ عملاً پیش کرنا اور یہ بھی کہ خلیفۂ وقت کی حفاظت کی خاطر ہمہ وقت چوکس و محتاط رہنا۔

مذکورہ دونوں پہلوؤں کے تعلق میں ہمارے لیے ایک قابل تقلید نمونہ بانی مجلس انصاراللہ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ہے۔ حضورؓ کی خلافت سے والہانہ محبت، بےلوث اطاعت اور منصبِ خلافت کا غیر معمولی احترام ہمارے لیے آج بھی مشعلِ راہ ہے۔ آپؓ خود فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خلافت کو ابھی محض دو ہفتے ہی گزرے تھے کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کی موجودگی میں مجھ سے سوال کیا کہ میاں صاحب! آپ کا خلیفہ کے اختیارات کے متعلق کیا خیال ہے؟ مَیں نے جواب دیا کہ ’’اختیارات کے فیصلے کا وہ وقت تھا جبکہ ابھی بیعت نہ ہوئی تھی اور حضرت خلیفہ اوّلؓ نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ بیعت کے بعد تم کو پوری پوری اطاعت کرنی ہوگی۔ اور اس تقریر کو سن کر ہم نے بیعت کی تھی تو اب آقا کے اختیارات مقرر کرنے کا حق غلاموں کو کب حاصل ہے۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ کا یہی اندازِ فکر آپؓ کے کردار سے بھی ظاہر ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپؓ نے ایک تنظیم انصاراللہ قائم کی تو اس کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے لی۔ پھر اس تنظیم کے تحت لندن مشن کے لیے چندہ خود اکٹھا کیا مگر مبلغ سلسلہ لندن (حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ) کو براہ راست دینے کی بجائے ساری رقم خلیفۂ وقت کی خدمت میں پیش کر کے حضورؓ سے استدعا کی کہ یہ اخراجاتِ سفر اُنہیں عطا فرما دیں۔ پھر یہ بھی آپؓ کا احترامِ خلافت ہی تھا کہ آپؓ نے خلیفۂ وقت کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز کا بھرپور دفاع کرتے، نیز جو کتاب یا مضمون رقم فرماتے تو اشاعت سے قَبل خلیفۂ وقت کے علم میں لا کر حضورؓ کے صلاح و مشورہ اور اجازت سے ہی شائع فرماتے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بڑے فخر سے فرمایا کہ ’’میاں محمود میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم (میں سے) ایک بھی نہیں۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ایک نصیحت کے حوالے سے ہی سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے خلیفۂ وقت کی حفاظت سے متعلق یہ نصیحت فرمائی تھی کہ ’’خلیفۂ وقت کا وجود تو ایسی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کا اثر سارے عالمِ اسلام پر پڑتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے تو اس کا اثر سب جماعت پر پڑے گا۔ اس لیے اس بارے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ رسول کریم ﷺ کے صحابہ تو اس سختی کے ساتھ اس پر عمل کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ کا تھوڑی دیر کے لیے بھی اِدھر اُدھر ہونا اُن کے لیے ناقابلِ برداشت ہو جاتا تھا۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 407)

(محمود احمد ملک)

محبت، شفقت اور عقیدت کی دلپذیر داستان

(قسط دوم۔آخر)

(مرتبہ :محمد اسلم خالد+محمود احمد ملک)

مکرم خلیفہ فلاح الدین احمد صاحب (المعروف فلّی بھائی) کی خلفائے کرام کے حوالے سے بیان کردہ خوبصورت یادوں پر مشتمل دوسری اور آخری قسط پیش ہے۔قسط اوّل کے لیے براہ کرم جنوری فروری 2023ء کا شمارہ ملاحظہ فرمائیں۔ (مدیر)

خلافت رابعہ کے انتخاب کے دوران خاکسار چند دوستوں کے ساتھ مسجد مبارک ربوہ کی محراب کے باہر کھڑا تھا۔ جب انتخاب مکمل ہوا اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوگئے تو خاکسار نے اُسی وقت جا کر حضرت سیّدہ چھوٹی آپا صاحبہ کو اس کی اطلاع دی۔

کچھ عرصے بعد لندن میں مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ مَیں مسجد مبارک ربوہ میں حضور کی خدمت میں سامنے کے دروازے سے حاضر ہوا ہوں اور دائیں طرف کے دروازے سے محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور میرے بڑے بھائی صباح الدین احمد صاحب داخل ہوئے ہیں لیکن حضور اُن کی طرف نہیں گئے بلکہ سیدھا میری طرف آئے ہیں۔ میں نے حضور کو سلام کیا۔حضورؒ نے پوچھا: اچھا کب آئے ہو؟ پھر مَیں نے حضور کی خدمت میں کچھ تحائف پیش کیے۔ ایک سویٹر تھا جس کو دونوں طرف سے پہن سکتے تھے، ایک چھتری تھی اور ایک سلیپر۔

کچھ دن بعد لندن سے پاکستان جانے والے ایک دوست کے ذریعے خاکسار نے حضورؒ کی خدمت میں وہ تینوں چیزیں ارسال کردیں جنہیں مَیں نے خواب میں حضورؒ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔حضورؒ نے وہ چیزیں قبول فرمالیں اور بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے بدلے میں حضورؒ نے مجھے (میز پر رکھنے والی) ایک گھڑی بھجوائی جو آج بھی میرے زیرِاستعمال ہے۔

1984ء میں حضورؒ لندن تشریف لے آئے تو ایک بار جب ہم بریڈفورڈ جارہے تھے تو مَیں نے یہ خواب حضور کو سنا کر اس کی تعبیر پوچھی۔ حضورؒ نے فرمایا کہ سلیپر کا مطلب تھا کہ مَیں سفر کروں گا۔ چھتری کا مطلب تھا کہ بارش والے علاقے کی طرف سفر کروں گا اور سویٹر کا مطلب تھا کہ اللہ تعالیٰ میری حفاظت فرمائے گا۔ مزید فرمایا کہ میں آیا ہوں ’فلاح الدین‘ کی طرف یعنی دین کی کامیابی کی طرف اور صباح الدین یعنی دین کی صبح کو اور غلام احمد یعنی اپنے دوستوں کو اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔

1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے لیے تشریف لائے تھے تو لندن سے سپین تک (براستہ جرمنی) جانے اور واپسی کے سفر میں بھی ڈرائیو کرنے کی خاکسار کو توفیق ملی۔ واپسی کے سفر میں جب ہم فرانس میں رُکے تو پیرس میں ارشاد فرمایا کہ میرے بچوں کو White Chapel دکھانے کے لیے لے جاؤ۔ جب مَیں بچیوں کو لے کر وہاں پہنچا تو وہاں چھوٹی عمر کے بہت سے فقیر بچے بھی تھے۔ انہوں نے ہمیں گھیر لیا اور پیسے مانگنے لگے۔ مَیں دونوں بچیوں کو لے کر ایک طرف ہوگیا تو اس دوران جیب کترے میرا بٹوہ نکال لے گئے جس میں میرا ڈرائیونگ لائسنس، بینک کارڈز اور 350 پاؤنڈ کی رقم بھی تھی۔ حضورؒ کے ارشاد پر پولیس کو رپورٹ کی گئی تاکہ کم از کم کار چلا سکوں۔ حضورؒ نے ازراہِ شفقت مذکورہ رقم مجھے عطا فرمادی۔ لیکن یہ امر حیرت کا باعث تھا کہ بعدازاں اُن چوروں نے مجھے میرا لائسنس اور بنک کارڈز بذریعہ ڈاک بھجوادیے اور لُوٹی ہوئی رقم کا شکریہ بھی ادا کیا۔

اسی دَور میں خاکسار نے ٹوٹنگ میں فرائیڈ چکن کی ایک دکان شروع کی تھی۔ میری دعوت پر حضورؒ ازراہِ شفقت اپنی فیملی اور چند خدام کے ہمراہ وہاں تشریف لائے، کھانا تناول فرمایا اور کافی دیر تک تشریف فرما رہے۔

1984ء میں خاکسار مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کا نائب قائد اور ساؤتھ ریجن کا انچارج تھا۔ جب حضور ہجرت کرکے لندن تشریف لائے تو ایک رات پہلے مجھے مشن ہاؤس سے فون آیا کہ فوراً مسجد پہنچیں اور ہمراہ اپنی اہلیہ کو بھی لے آئیں۔ خاکسار نے اپنے بچوں کو ان کے نانا مکرم نذیر احمد ڈار صاحب کے ہاں چھوڑا اور ہم دونوں میاں بیوی کئی قسم کے وساوس لے کر رات گئے مشن ہاؤس پہنچ گئے۔ حکم ملا کہ (محمود ہال کے اوپر واقع) جس فلیٹ میں مکرم عطاء المجیب صاحب کی رہائش تھی اس کو خالی کرنا ہے اور ان کا سامان مسجد کے سامنے واقع گیسٹ ہاؤس نمبر 49 گریسن ہال روڈ میں شفٹ کرنا ہے۔ اس وقت اُس مکان میں لائبریری کی کتب رکھی ہوئی تھیں اور صرف ایک کمرہ خالی تھا۔ چنانچہ گھر کا سارا سامان چند خدام کی مدد سے اس خالی کمرے میں رکھ دیا گیا۔ جس فلیٹ سے سامان نکالا گیا تھا یعنی امام صاحب کی سابقہ رہائشگاہ کی صفائی وغیرہ لجنہ کی مدد سے کرکے، نئے بستر خرید کر اسے آراستہ کردیا گیا۔

ابتدائی طور پر ہم چند لوگوں کو ہی علم تھا کہ حضور تشریف لا رہے ہیں۔ چونکہ شرقِ اوسط (مڈل ایسٹ) کی حدود کے اندر حکومتِ پاکستان کہیں بھی جہاز اتروا سکتی تھی اس لیے جب تک حضور کا جہاز مڈل ایسٹ کی حدود سے باہر نہیں آ گیا ہم

سب بہت پریشانی میں رہے۔ جب جہاز انٹرنیشنل حدود میں داخل ہوگیا تو سب نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ حضور کا جہاز خطرے سے باہر آ گیا ہے۔

حضور کو لینے کے لیے جب ہم ہیتھرو ایئر پورٹ پر پہنچے تو میری ڈیوٹی حضور کی کار کو ڈرائیو کرنے پر تھی۔ جب حضور کار میں تشریف فرما ہوئے تو پہلا سوال یہ پوچھا کہ نماز کا کیا وقت ہے؟ مکرم امام صاحب نے جواب دیا کہ ایک بجے۔ حضور پھر مجھ سے مخاطب ہوئے کہ کیا ہم اس وقت تک مسجد پہنچ جائیں گے؟ خاکسار نے جواب دیا: ان شاء اللہ حضور۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا کہ بہت اچھا ہے کہ نماز تک پہنچ جائیں گے۔

مسجد فضل پہنچ کر حضور مع فیملی اوپر فلیٹ میں تشریف لے گئے اور پھر جلد ہی نماز ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لے آئے۔ نماز کے بعد حضور نے یہ مختصر ہدایت دی کہ احباب جماعت کو اکٹھا کرلیں۔ چنانچہ اُسی شام محمود ہال میں نہایت اہم ہدایات پر مشتمل حضورؒ کا وہ خطاب ہوا جو جماعت کی تاریخ کا حصہ ہے۔

اگلے ہی روز خاکسار حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور وقفِ عارضی کے لیے خود کو پیش کیا۔ اس وقت اکثر احباب جماعت کا یہی خیال تھا کہ حضور محدود وقت کے لیے لندن تشریف لائے ہیں اور جلد ہی واپس تشریف لے جائیں گے۔ لیکن میرے ذہن میں یہ بات آتی تھی کہ آنحضرت ﷺ نے مکّہ سے مدینہ جب ہجرت کی تھی تو پھر اگرچہ مکّہ میں ایک فاتح کی حیثیت سے تو واپس تشریف لے گئے تھے لیکن اسلام کا مرکز مدینہ ہی رہا تھا۔ بہرحال حضورؒ نے میری وقف عارضی کی درخواست قبول فرمائی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے 1986ء کے آغاز تک مجھے حضورؒ کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ اُن ایام میں ایک بار حضورؒ نے میری والدہ کے نام اپنے خط میں تحریر فرمایا کہ فلّی تو اس طرح ہے جس طرح میرے کمرے کی دیوار ہو، جب بھی باہر نکلتا ہوں تو یہ باہر کھڑا ہوتا ہے۔

حضورؒ کے فلیٹ، دفتر اور سیڑھیوں کی چابیاں بھی میرے پاس ہی ہوا کرتی تھیں۔ مجھے ہدایت تھی کہ رات کسی بھی وقت جب پاکستان سے کوئی اطلاع آئے تو بلاتوقّف حضورؒ کو بتانا ہے۔ اس ہدایت کے تابع کئی بار ایسا ہوا کہ رات کے پچھلے پہر بھی حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہونا پڑتا۔ خاکسار جب بھی جاتا اور سلام عرض کرتا تو حضورؒ فرماتے ''فلّی مَیں آیا۔'' جب بھی حضورؒ باہر تشریف لاتے تو کبھی یہ احساس نہیں ہوا کہ حضور سوئے ہوئے تھے یا نیند سے اٹھ کر آئے ہیں۔ یہی احساس ہوتا تھا کہ آپؒ جاگ رہے تھے۔ چہرۂ مبارک پر تازگی کا احساس نمایاں دکھائی دیتا۔

لمبے عرصے تک حضور کے کمرہ اور تیسرے فلور کے کمرہ، باتھ روم اور کچن کی صفائی کا کام میری بیوی نعیمہ اور میری بہن امۃ النصیر بٹ کو کرنے کا موقع ملتا رہا۔ 1992ء میں حضرت بیگم صاحبہ کی وفات کے بعد حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ اب میرے کمرے کی صفائی صرف میری بیٹیاں کیا کریں گی۔ اس طرح یہ خدمت بند ہوگئی۔

حضورؒ اپنے بال وغیرہ خود تراشا کرتے تھے اور پھر سب سے پوچھتے تھے کہ کیسے کٹے ہیں؟ سب تعریف کرتے تو حضورؒ فرماتے کہ نعیمہ سے پوچھوں گا وہ صحیح بتاتی ہے۔ حضور کو میری بیوی پر بہت اعتماد تھا۔

1986ء میں حضورؒ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اب بہت لوگ دفتر میں آ گئے ہیں اس لیے اب آپ اپنا کام شروع کریں۔ اس پر مَیں نے عرض کیا کہ حضور! مَیں اپنی زندگی وقف کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا بھاگ جاؤ یہاں سے، مجھے علم ہے کہ اس کے باوجود بھی تم جماعت کو بہت وقت دو گے۔

پھر فرمایا کہ اب تم کام کرو اور اپنی فیملی کی دیکھ بھال کرو۔

کام کرنے کی ہدایت پر خاکسار نے عرض کیا کہ حضور مَیں کیا کام کروں، دکان تو مَیں نے بیچ دی ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا: مجھے علم ہے۔

پھر حضور نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ تم نے واپڈا میں بھی کام کیا ہوا ہے، اس کا تجربہ بھی ہے اس لیے تم بلڈنگ ڈیکوریشن کا کام شروع کرو اور ساتھ ہی Mini Cab بھی کرو۔ لیکن Mini Cab فل ٹائم کرو اور بلڈنگ کا کام پارٹ ٹائم کرنا۔ اُس وقت تک خاکسار بینک کے 14 ہزار پاؤنڈ کا مقروض ہو چکا تھا جس پر حضورؒ نے فرمایا کہ 14 ہزار پاؤنڈ مجھ سے قرض کے طور پر لے لو لیکن اس شرط پر کہ یہ قرض تم نے محنت کر کے اگلے تین سال میں اتارنا ہے۔

الحمدللہ کہ حضور کی دعاؤں سے یہ قرض تین سال کے اندر اندر ادا ہو گیا۔ حضور کی شفقت نے مجھے سود در سود بڑھتی چلی جانے والی بینک کی قسطوں سے نجات دلائی۔ حضورؒ کی ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ جب تک یہ قرض اتر نہ جائے تم نے مسجد بہت کم آنا ہے، اس کی ادائیگی کے بعد تمہیں خدمت کرنے کا مزہ بھی آئے گا۔ چنانچہ مَیں نے حضورؒ کی ہدایت پر عمل شروع کر دیا۔

اگرچہ یہ زمانہ حضورؒ سے جسمانی طور پر دُوری کا زمانہ تھا لیکن حضورؒ نے مجھے بھلایا نہیں جس کا اظہار حضورؒ نے اپنے خطوط میں بھی کیا اور سفروں کے دوران لکھے گئے خطوط میں بھی مجھے لکھا کہ ''فلّی! مَیں تمہیں بھول نہیں گیا۔'' بلکہ ہر سفر سے واپسی پر آپؒ میرے لیے ضرور کوئی نہ کوئی تحفہ بھی لے کر آتے تھے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس عرصے کے دوران حضورؒ نے مجھے کام پر صرف لگایا ہی نہیں بلکہ میری نگرانی بھی فرماتے رہے۔ ملاقات کے دوران میرے رشتہ داروں اور ملنے والوں سے حضور دریافت فرمایا کرتے کہ فلّی کو کہاں اور کب دیکھا ہے؟ ایک بار مکرم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب بھی ربوہ سے لندن تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضورؒ نے اُن سے بھی دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور! وہ سٹیشن پر کھڑا رو رہا تھا۔ حضورؒ پریشان ہو گئے اور پوچھا کہ کیوں رو رہا تھا؟ میاں صاحب نے بتایا: ''اس لیے کہ آج بارش نہیں ہوئی اور اس کے کسٹمر بہت کم آئے ہیں۔'' اس پر حضور خوب ہنسے۔

یہ بات بھی اہم ہے کہ ان تین سال کی شب و روز کی محنت میں خاکسار کی اہلیہ صاحبہ نے میرا بہت ساتھ دیا۔ نہ صرف کسی چیز کا مطالبہ نہ کرتیں بلکہ گھر کی شاپنگ میں بڑی حد تک کفایت شعاری شروع کر دی۔ بعض لوگ مذاق بھی کرنے لگ گئے کہ کیا تمہارے پاس بس ایک ہی کپڑوں کا سوٹ اور ایک ہی جوتوں کا جوڑا ہے جو ہمیشہ یہی پہنے رہتی ہو۔ وہ سب کی باتیں سنی اَن سنی کر دیتیں اور صرف ایک مقصد کے لیے مسلسل قربانی کرتی رہیں۔

جب قرض کی آخری قسط ادا کر دی تو خاکسار اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوا اور مکرم مبارک احمد ساقی صاحب (جو اُن دنوں پرائیویٹ سیکرٹری تھے) سے کہا

کہ حضور کی خدمت میں اطلاع کر دیں کہ قرض کی تمام اقساط ادا ہوگئی ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تمہارا اور حضور کا ذاتی معاملہ ہے اس لیے مناسب یہی ہے کہ خود مل کر اطلاع کرو۔ چنانچہ خاکسار حاضرِ خدمت ہوا۔ حضور کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ آج خدا کے فضل سے آخری قسط کی ادائیگی کر کے آرہا ہوں۔ حضورؒ نے مجھے مشورہ دیا کہ جس فلیٹ میں تم رہائش پذیر ہو اس فلیٹ کو خرید لو۔

اس مشورے اور نصیحت کا فوری فائدہ یہ ہوا کہ فلیٹ اپنا ہو گیا اور دوسرے محنت کی جو عادت پڑ گئی تھی وہ بھی جاری رہی۔ ہمارے اس غریب خانہ پر حضور انور تین بار تشریف لائے۔ 1999ء میں حضور نے فرمایا کہ اب بچے تمہارے بڑے ہوگئے ہیں اس لیے ایک مکان خرید لو لیکن دُور نہ لینا۔

پھر ہم دونوں میاں بیوی نے بہت سے مکان دیکھے لیکن پسند نہ آئے۔ ایک مکان پسند آیا لیکن وہ ہماری پہنچ سے بہت بڑھ کر تھا۔ حضور نے جب رپورٹ لی تو ہم نے عرض کیا کہ حضورؒ مکان نہیں مل رہا لیکن جو پسند آیا ہے اس کی قیمت ہماری استطاعت سے بہت زیادہ ہے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کیوں پسند آیا ہے؟ ہم نے اس کی مکانیت اور لوکیشن (محلّ وقوع) وغیرہ کے بارے میں بتایا تو دریافت فرمایا کہ قیمت کا کتنا فرق ہے؟ مَیں نے عرض کیا: 50 ہزار کا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ آفر دے دیں جتنی آپ کی گنجائش ہے۔ مَیں نے آفر کر دی جسے سنتے ہی مالکان نے انکار کر دیا۔ ہم نے انہیں صاف صاف بتا دیا کہ ہم اس سے زائد کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔

پھر ہم میاں بیوی نے فیصلہ کیا کہ جب تک یہ مکان بک نہ جائے ہم دوسرا مکان دیکھنے نہیں جائیں گے۔ تین ماہ کے بعد میرے ایجنٹ نے ہمیں بتایا کہ مالک مکان کا کوئی نقصان ہو گیا ہے اور فوری طور پر وہ مکان آکشن (نیلامی) میں لے جا رہا ہے۔ خاکسار پھر مالک مکان کے پاس گیا کہ تمہیں آکشن میں مکان بیچنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا سارا کچھ تو بینک لے جائے گا، میری تمہیں وہی پیش کش ہے اگر تم اسے قبول کر لو تو! مالک مکان نے بات سنی اور ہنس کر ٹال دی اور کہا کہ اب تو مکان اَور بھی مہنگا ہو چکا ہے۔ پھر ہمارے ایجنٹ نے اس کی اہلیہ سے رابطہ کیا اور اسے بھی سمجھایا کہ آکشن میں جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بہرحال آکشن سے ایک ہفتہ قبل مالک مکان نے مجھ سے رابطہ کیا اور پوچھا کہ کیا مَیں اب بھی تیار ہوں اور اپنی آفر پر قائم ہوں اور کیا رقم تیار ہے؟ خاکسار نے کہا کہ میری طرف سے اب بھی وہی پیش کش ہے اور رقم بھی تیار ہے۔ مالک مکان نے مجھے فوری کارروائی کے لیے کہا۔ میرے ایجنٹ نے بھی بڑی تیزی اور محنت سے جلد سروے کروا کر رقم کی ادائیگی کر دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور انور کی بات اور خواہش کو میرے لیے پورا فرما دیا۔ الحمدللہ

اکتوبر 2001ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مکان کی چابی مل گئی اور جنوری 2002ء میں مکان تیار ہو گیا تو مَیں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ دعا کے لیے تشریف لائیں اس پر حضورؒ نے فرمایا: جب تک بیگم صاحبہ زندہ تھیں تو مَیں فیملی وزٹ کر لیا کرتا تھا لیکن اب مَیں اکیلے جانا مناسب نہیں سمجھتا۔ مَیں دعا کر دوں گا۔ (بعد ازاں 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاں تشریف لائے اور برکت بخشی۔ الحمدللہ)

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیمار ہوئے تو مجھے بفضل اللہ تعالیٰ خدمت کی توفیق ملتی رہی، گھر پر بھی اور اسپتال میں بھی۔ اس میں روزمرّہ کی ڈیوٹیاں بھی تھیں اور کھانا وغیرہ لے کر جانے کی سعادت شامل تھی۔

جب حضورؒ کی وفات ہوگئی تو اس وقت بھی حضورؒ کی فیملی کے لیے کھانے وغیرہ کے انتظامات کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ حضورؒ کی وفات کے بعد حضورؒ کی چند منفرد یادوں کے حوالے سے میرا ایک انٹرویو ''محبتوں اور شفقتوں کا بحرِ زخّار'' کے عنوان سے مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے رسالہ ''طارق'' (سیّدنا طاہر نمبر) میں شائع ہوا تھا۔ مکمل انٹرویو ویب سائٹ khadimemasroor.uk پر موجود ہے۔ ذیل میں اس انٹرویو کے ایسے منتخب حصے ہدیۂ قارئین کیے جا رہے ہیں جو درج بالا مضمون سے اضافی ہیں۔

(مطبوعہ انٹرویو سے انتخاب)

مکرم خلیفہ فلاح الدین صاحب نے بتایا کہ میرا حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ سے تعارف 1947ء میں ہوا جب آپؒ کی عمر قریباً اٹھارہ سال تھی۔ 1951ء میں ہم لاہور سے ربوہ منتقل ہوگئے تو پھر آپؒ سے اکثر ملاقات رہنے لگی۔ ہم ایک دوسرے کے گھر بھی آتے جاتے، دریا اور جھیلوں پر شکار کے لیے بھی اکٹھے جاتے۔ کئی بار مَیں نے حضورؒ سے کار بندوق اور کیمرہ وغیرہ عاریۃً لیا۔ آپ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بہت ہی شفیق انسان تھے۔

جب حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مہتمم مقامی ربوہ بنے تو اس وقت مَیں اپنے محلہ کا زعیم تھا۔ اس وقت بھی مجھے ربوہ میں آپ کے ساتھ کام کرنے کا بہت موقع ملا۔ اسی دوران جب سیلاب آیا تو آپؒ نے سیلاب زدہ علاقے میں ایک امدادی گروپ بھیجا جس کا مجھے انچارج مقرر کیا۔ پھر جب 1965ء میں خلافتِ ثالثہ کا انتخاب ہوا تو اس وقت میں نائب قائد ضلع لاہور تھا۔ اس وقت بھی مجھے آپؒ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔

حضور بہت ہی شفیق اور بہت اعلیٰ منتظم تھے۔ 1966ء میں آپؒ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر منتخب ہوئے تو مجلس کے کام کو بہت آگے تک لے گئے اور خدام کو بہت چست بنا دیا۔ اس وقت کا زمانہ خدام الاحمدیہ کا سنہری دَور تھا۔ جہاں بھی وقارِ عمل کی ضرورت ہوتی تھی آپ کی ٹیم تیار ہوتی تھی۔ ربوہ میں حفاظت مرکز کے لیے بھی خاص طور پر بہت کام کیا۔ اس حوالے سے آپ کی ایک سکیم یہ تھی کہ ربوہ کے اندر سے گزرنے والی بڑی سڑک سے رات کو جب ٹرک گزرتے تھے تو حکم یہ تھا کہ دس آدمی سڑک کے ایک طرف اور دس دوسری طرف بندوقیں پکڑ کر چکر لگاتے رہیں۔ جب ٹرک کی روشنی آدمیوں پر پڑتی تھی تو وہ یہی سمجھتے تھے کہ مسلح آدمیوں نے سارے ربوہ کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔

1982ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات کی اطلاع ملی تو حضورؒ کے جنازہ کے لیے محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب (جو اُن دنوں لندن میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے تھے)، حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ اور میرے علاوہ بعض اَور لوگ بھی ایک ہی جہاز میں پاکستان کے لیے روانہ ہوئے۔ جب ہم ربوہ پہنچے تو میرے بھائی صباح الدین احمد صاحب کی بھی وہاں ڈیوٹی لگی ہوئی تھی۔ وہ مجھے اندر لے گئے اور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے جسدِ اطہر

کے پاس دو گھنٹے بیٹھا رہا۔ اس دوران حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے تین چار چکر انتظامات دیکھنے کے لیے وہاں کے لگائے۔ وہیں میری حضورؒ سے ملاقات ہوئی۔ یہ انتخابِ خلافت سے پہلے کی بات ہے۔ مجھے یاد ہے کہ خلیفہ بننے کے بعد دوسرے دن ہی حضورؒ نے اپنی سائیکل پکڑی اور اپنی زمینوں پر چلے گئے جو ربوہ سے تین چار میل کے فاصلے پر احمد نگر میں ہیں۔ آپ کے پیچھے ہی کاریں روانہ ہوئیں، باڈی گارڈ بھاگے۔ ہم سب نڈھال تھے۔

حضورؒ کی ہجرت کے حوالے سے مکرم فلاح الدین احمد صاحب نے بتایا کہ 30/اپریل 1984ء کو علی الصبح چار بجے مجھے مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کا فون آیا کہ فوراً مسجد پہنچ جائیں۔ وہاں پہنچے تو حضورؒ کی رہائش گاہ کی تیاری کا موقع ملا۔ پھر میرے سپرد حضور کو ڈرائیو کر کے ایئر پورٹ سے مسجد فضل تک لانے کا کام بھی تھا۔ ایئر پورٹ سے باہر جب مَیں حضورؒ سے ملا تو مجھے بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں کیا کہوں۔ خوشی کا اظہار کروں یا افسوس کا اظہار کروں۔ مَیں بہت خوش تھا کہ حضورؒ ہمارے پاس آئے ہیں۔ لیکن جن حالات میں حضورؒ آئے تھے وہ بہت مشکل حالات تھے۔

حضورؒ جب کار میں بیٹھ گئے تو اس وقت قریباً پونے بارہ بجے تھے۔ حضورؒ نے گاڑی میں بیٹھتے ہی جو پہلا سوال پوچھا وہ یہ تھا کہ ظہر کی نماز کا کیا وقت ہے؟ امام صاحب نے کہا کہ حضور! ایک بجے ہے۔ تو حضور نے فرمایا تو پھر ٹھیک ہے ہم ایک بجے تک مسجد پہنچ جائیں گے۔ اُس وقت حضور بہت تھکے ہوئے تھے لیکن پہلا کام جو کرنا چاہتے تھے وہ نماز تھی۔ اس کے بعد کچھ دن تو حضورؒ ربوہ اور پاکستان والوں کے لیے بہت پریشان اور بے حد مصروف رہے۔ پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور حالات کچھ ٹھیک ہوئے تو حضورؒ نے سیر کے لیے بھی جانا شروع کر دیا۔

جب سیر کا پروگرام بنایا تو پھر اس کے لیے جگہ پسند کرنی تھی۔ پہلے ہم دو تین دن انر پارک (Innerpark) میں سیر کے لیے گئے مگر حضورؒ نے فرمایا کہ ادھر مزہ نہیں آیا۔ پھر کچھ دن ہم روہیمپٹن کامن (Rohampton Common) کی طرف جاتے رہے۔ حضورؒ فرمانے لگے کہ یہاں پر گند بہت ہے۔ پھر میں نے ومبلڈن کامن (Wimbledon Common) والی جگہ ڈھونڈی اور حضور کو بتایا تو حضور نے جا کر دیکھا اور فرمایا کہ ہاں یہ جگہ بالکل ٹھیک ہے۔ یہاں پہاڑی بھی ہے اور جھیل بھی ہے، Nature بھی ہے۔ آخر تک پھر حضورؒ وہیں پر سیر کے لیے جاتے رہے۔ جب تک موقع ملا اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً روز ہی میں حضورؒ کے ساتھ سیر کے لیے جایا کرتا تھا۔ 1991ء تک میں ہی Lead کرتا رہا۔ شاید ہی کبھی ہوا ہو کہ مَیں حاضر نہ ہو سکا ہوں۔

ایک دفعہ مجھے مسجد پہنچنے میں دیر ہو گئی۔ مسجد فون کیا تو پتا لگا کہ حضور سیر کے لیے نکل چکے ہیں۔ مَیں فوراً بھاگا اور سیدھا سیر گاہ میں پہنچ گیا۔ دیر سے پہنچنے پر حضورؒ نے جو سب سے پہلا سوال مجھ سے پوچھا وہ یہ تھا کہ کیا آپ نے نماز پڑھی ہے؟ حضور کو لگا کہ میں بھاگا آیا ہوں کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ میں نے جلدی میں نماز چھوڑ دی ہو۔ حضورؒ کو یہ بہت خیال ہوتا تھا کہ جو لوگ میرے ساتھ چلتے ہیں یا کام کرتے ہیں وہ نماز کے پابند ہوں۔ آپؒ ہماری جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ روحانی صحت کا بھی خیال رکھتے تھے۔

حضورؒ کے خطبات اور تقاریر کے دوران مجھے قہوہ پیش کرنے کا موقع بھی ملتا رہا۔ اس کی کہانی بہت پرانی ہے۔ یہ ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے کی بات ہے جب میں خادم تھا۔ اس زمانے میں مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چائے بنا کر حضورؓ کو پیش کیا کرتے تھے۔ جب میری ڈیوٹی سٹیج پر ہوتی تھی تو وہ مجھے کہتے تھے کہ تم ذرا حضورؓ کے سامنے پیالی رکھ دو۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بیگم صاحبہ سٹیج کے پیچھے کار میں بیٹھ کر قہوہ بنایا کرتی تھیں اور ہم وہاں سے لے کر آتے اور حضورؒ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔ پھر جب میں نائب قائد ضلع لاہور تھا تو تب بھی مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو (جب وہ پہلی دفعہ ربوہ سے لاہور آئے تھے تو) تقریر کے دوران قہوہ پیش کرنے کا موقع ملا۔ لندن میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پہلی تقریر ہوئی تو محترم ہدایت اللہ بنگوی صاحب نے قہوہ بنایا لیکن اُن کا قہوہ کبھی گاڑھا ہوتا تھا، کبھی ہلکا ہو جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت بیگم صاحبہؒ کی نگرانی میں لجنہ نے اوپر قہوہ بنانا شروع کیا مگر وہ بھی نیچے پہنچتے پہنچتے کبھی ٹھنڈا ہو جاتا تھا تو کبھی ٹھیک نہیں بنتا تھا۔ اس پر مَیں نے حضرت بیگم صاحبہؒ سے کہا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں نیچے ہی قہوہ بنا دیا کروں؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں یہ تو بہت اچھا کام ہوگا لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ برتن تو دُھل جاتے ہیں مگر شہد نہیں دُھل سکتا۔ (ان کا مطلب یہ تھا کہ خیال رکھنا کہ دشمن کوئی چیز نہ ملانے پائے۔ احتیاط کرنا، تم لے تو رہے ہو یہ کام، مگر ہے بہت بڑی ذمہ داری۔) تو یہ ایسی نصیحت تھی آپ کی جس کا مَیں نے ہمیشہ خیال رکھا۔ اگر کہیں جانا پڑتا تھا تو میں باقی سامان تو چھوڑ دیتا مگر شہد اپنے ساتھ ہی لے جاتا تھا۔ ہمیشہ اپنی جیب میں ہی رکھتا تھا۔ ویسے بھی شہد قہوے میں سب سے آخر میں ہی ڈالتے ہیں ورنہ قہوے کا رنگ بھی بدل جاتا ہے اور ٹھنڈا بھی ہو جاتا ہے۔

خاکسار کے دریافت کرنے پر مکرم فلاح الدین صاحب نے بتایا کہ قہوہ تیار کرنے کی Recipe یوں ہے کہ اس میں کشمیری Long green tea کی دو یا تین پتیاں اور تین چار الائچی کے دانے (بغیر چھلکے کے) ڈال دیں (الائچی کا چھلکا گلے کو خراب کرتا ہے) اور استعمال سے پہلے ذرا سا شہد بھی ملا دیں۔ یعنی سب سے پہلے تھرموس کو گرم کر کے اس میں چائے کی پتی اور الائچی ڈال دیں۔ پھر اس میں دو تین کپ ابلتا ہوا پانی ڈال دیں اور کچھ دیر رہنے دیں۔ پھر جب پیش کرنے لگیں تو اس میں خالص شہد ڈال دیں۔ کوئی بھی خالص شہد ڈال سکتے ہیں۔ ویسے ربوہ میں حضورؒ کے لیے شہد پشاور سے آتا تھا۔ جرمنی سے بھی آتا تھا۔ ایک دفعہ کالا شہد آ گیا تھا۔ جس چیز میں اُسے ڈالتے تھے وہ چیز کالی ہو جاتی تھی۔

حضورؒ بہت تیز چائے پیتے تھے۔ جب ہم سپین گئے تو سفر کے دوران کہیں سے اچھی چائے نہیں ملی۔ حضور جب بھی چائے پیتے تو فرماتے کہ چائے کا مزہ نہیں آیا۔ قرطبہ میں قیام کے دوران مَیں خود ہوٹل کے کچن میں گیا اور حضورؒ کے لیے چائے بنا کر لایا۔ حضورؒ نے چائے بہت پسند فرمائی اور خوش ہو کر مجھے دس پاؤنڈ انعام میں دیے جو اَب بھی میرے پاس محفوظ ہیں۔

حضورؒ نے لندن آنے کے بعد پہلے (مسجد فضل لندن کے سامنے واقع) گیسٹ ہاؤس نمبر 41 خریدا۔ پھر اسلام آباد خریدا۔ جب اسلام آباد خریدا گیا تو حضورؒ نے سارے اسلام آباد کا چکر لگایا اور بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جگہ ہمارے جلسے اور دوسرے کاموں کے لیے کافی ہوگی۔

ایک دفعہ جرمنی سے واپسی کے سفر میں مَیں ڈرائیو کر رہا تھا۔ رات کے دو بج رہے تھے اور مجھے بہت سخت نیند آرہی تھی۔ مَیں نے حضورؒ سے پوچھا کہ حضور ریڈیو لگالوں؟ فرمانے لگے کہ کچھ فائدہ ہوگا؟ مَیں نے کہا کہ حضور طبیعت ذرا Fresh ہوجاتی ہے۔ تو حضورؒ فرمانے لگے کہ لگالو۔ حضورؒ کا مطلب یہ تھا کہ اگر کسی چیز کا فائدہ زیادہ ہے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سب سے لمبا سفر جس میں خاکسار نے حضورؒ کی کار ڈرائیو کرنے کی سعادت بھی پائی وہ 1982ء میں سپین کا سفر تھا جس میں ہم یہاں (لندن) سے ہالینڈ گئے تھے۔ وہاں سے جرمنی۔ اور جرمنی سے پھر فرانس کے راستے سپین گئے اور پھر وہاں سے لندن واپس آئے تھے۔ اس کے علاوہ اس خادم کو سوئٹزرلینڈ، ڈنمارک اور ناروے تک بھی حضور کے ساتھ سفر کرنے کا موقع ملا۔

1986ء میں ایک روز حضورؒ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ دیکھو اب اَور بھی بہت لوگ ٹرینڈ ہو گئے ہیں اس لیے اب تم اپنا کام شروع کردو۔ تو میں نے کہا کہ حضور میں اپنی زندگی وقف کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا: نہیں، مجھے پتہ ہے کہ تم وقف کرنے کے بغیر بھی زیادہ وقت دوگے لیکن تمہارے بیوی بچوں کا بھی حق ہے۔ اب تم کوئی کام شروع کرو۔ میں نے پوچھا کہ حضورؒ میں کیا کام شروع کروں؟ حضور نے فرمایا کہ Mini Cab کا کام شروع کرو اور بلڈنگ کا سائیڈ بزنس رکھو۔ الحمدللہ حضور کی دعاؤں سے میرے کام میں بہت برکت پڑی اور سارے مسائل حل ہوتے گئے۔

خدام کے نام کوئی پیغام دینے کے حوالے سے پوچھے گئے سوال کے جواب میں مکرم فلاح الدین صاحب نے کہا کہ ”خلافت احمدیہ کے حوالے سے میں برطانیہ کے خدام کو مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے خلیفۂ وقت سے کوئی صلاح مانگی ہے، چاہے وہ کسی کام کے بارے میں ہو یا شادی وغیرہ کے بارے میں، تو پھر اس صلاح کو مانیں، اسی میں برکت اور کامیابی ہے۔ ہاں اگر آپ دعا کے لیے کہیں تو وہ الگ بات ہے لیکن اگر آپ صلاح مانگیں تو پھر اس کو مانیں۔ میری زندگی کا یہی سبق مجھے ملا ہے۔“

(مطبوعہ انٹرویو کا خلاصہ یہاں ختم ہوتا ہے)

2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی تو اگلے روز حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی کی حیثیت سے لندن تشریف لائے اور نمبر 65 میلروز روڈ (گیسٹ ہاؤس) میں قیام فرمایا۔ اس وقت مجھے آپ کی اور دیگر مہمانوں کی خدمت کی توفیق ملی۔

جب پہلی بار حضور انور کی خدمت میں چائے پیش کی تو حضور نے فرمایا کہ آپ بہت تکلّف کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور چائے کے ساتھ صرف بسکٹ ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا میرا مطلب یہ ہے کہ آپ چائے کی پتی بہت کم ڈالتے ہیں، مَیں strong چائے پیتا ہوں۔

دوسرے روز ہی حضور نے پوچھا کہ vacuum cleaner کہاں پڑا ہے؟ مَیں نے حیرت کا اظہار کیا تو حضور نے فرمایا کہ تمہارے پاس تو وقت نہیں ہوتا، مَیں نے سوچا کہ مَیں خود صفائی کرلیتا ہوں کافی گند پڑ گیا ہے۔ اس توجہ پر خاکسار نے خود صفائی کر دی۔

حضور کی تشریف آوری پر مَیں نے حضور کے لیے گیسٹ ہاؤس کا بڑا بیڈ روم تیار کیا ہوا تھا۔ جب آپ کو وہ کمرہ دکھایا اور سامان وغیرہ اس میں رکھ دیا تو آپ نے پوچھا کہ میاں وقاص کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا کہ وہ باکس روم میں ہیں۔ باکس روم بہت ہی چھوٹا کمرہ تھا جس میں ایک چارپائی اور ایک کرسی بمشکل آتی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اُن کو کہیں کہ وہ نیچے سٹنگ روم میں صوفے پر سوجایا کریں اور مَیں اوپر اُن کے کمرے میں رہوں گا اور یہ بڑا کمرہ مکرم چودھری حمیداللہ صاحب اور وکیل المال صاحب کو دے دیں۔

انتخابِ خلافتِ خامسہ کے وقت خاکسار اور مرزا لقمان احمد صاحب محمود ہال کے باہر کی سیڑھیوں میں کھڑے تھے۔ مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وہ پگڑی تھامی ہوئی تھی جو خلافت کے انتخاب کے بعد نومنتخب خلیفہ کی خدمت میں پیش کرنا تھی۔ جب حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے مسند خلافت پر متمکّن ہونے کا اعلان ہوا تو میاں لقمان صاحب مجھ سے پگڑی لے کر جلدی سے مسجد فضل میں تشریف لے گئے مگر مجھے سیکیورٹی والوں نے اندر جانے سے روک دیا۔ اس وقت میرے دل میں بڑی شدّت سے خواہش پیدا ہوئی کہ میرا بھی اللہ تعالیٰ کوئی سبب بنادے تا کہ مَیں حضور کو مل سکوں۔ عین اُس وقت مجھے حضور انور کی آواز مائیک پر سنائی دی کہ ’فلّی بھائی کہاں ہیں؟ ان سے کہو ٹشو لے کر آئیں۔‘‘ یہ سنتے ہی خاکسار بھاگا بھاگا اپنی کار تک گیا اور ٹشو کا ڈبہ لے کر بھاگتا ہوا ہی واپس آیا تو سیکیورٹی والوں نے مجھے دوبارہ روک لیا۔ لیکن اس بار مجھے تسلی تھی کہ حضور نے میرا نام لے کر ارشاد فرمایا ہے۔ اس لیے میں حضور کا حوالہ دیتے ہوئے زور لگا کر زبردستی اندر چلا گیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ٹشو پیش کیے اور آپ سے گلے ملا۔ اس وقت میری زبان پر بے اختیار الحمدللہ الحمدللہ الحمدللہ جاری ہو گیا۔ حضور کے سینے سے مَیں اُس وقت لگا رہا اور حضور نے بھی مجھے اُس وقت تک اپنے سینے سے لگائے رکھا جب تک کہ مرزا لقمان صاحب نے پیچھے سے کھینچ کر ہٹا نہیں دیا۔

بعد ازاں خاکسار نمبر 41 گریسن ہال روڈ (گیسٹ ہاؤس) میں حضور کی رہائش کا انتظام کرنے کے لیے چلا گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا سامان پہلے گیسٹ ہاؤس واقع 65 Melrose Road سے نئی قیام گاہ 41 گریسن ہال روڈ (گیسٹ ہاؤس) میں منتقل کر دیا اور رات کے کھانے کا انتظام بھی وہیں کر دیا۔

چند دن بعد آپا جان بھی تشریف لے آئیں۔ حضور اُس وقت تک نمبر 41 گریسن ہال روڈ (گیسٹ ہاؤس) میں ہی قیام فرما تھے اور آپ سنگل بیڈ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ آپا جان کی آمد سے قبل مجھ سے ایک گستاخی ہوگئی کہ جب مجھے آپا جان کی آمد کا پتہ چلا تو مَیں نے بغیر اجازت کے ہی وہاں سنگل بیڈ نکلوا کر ڈبل بیڈ ڈلوا دیا۔ دفتر سے فارغ ہو کر جب حضور شام کے وقت قیام گاہ میں تشریف لائے تو فرمایا کہ میری اجازت کے بغیر میرا بیڈ کس نے بدلا ہے؟ جب عرض کیا گیا کہ فلّی نے کر دیا ہے تو حضور خاموش رہے اور کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ کیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے انتخابِ خلافت کے بعد جب تک حضرت بیگم صاحبہ تشریف نہ لائیں تب تک حضور کا ناشتہ بنانے کی سعادت خاکسار کو ہی ملتی رہی۔ نیز کھانا بھی پیش کرتا رہا جو مکرم فضل ڈوگر صاحب تیار کیا کرتے تھے۔ حضرت بیگم صاحبہ کی آمد کے بعد سارا انتظام لجنہ کے سپرد کر دیا گیا اور خاکسار کے پاس صرف حضور کے قہوے کا انتظام ہی رہ گیا۔ بفضل اللہ تعالیٰ یہ سعادت اب تک اس عاجز کے حصے میں آرہی ہے۔ علاوہ ازیں حضور انور جب بھی جماعتی تقریبات یا شادیوں پر تشریف لے جاتے ہیں تو حضور کی خدمت میں کھانا پیش کرنے کی سعادت بھی مل جاتی ہے۔ الحمدللہ۔ حضور کی خدمت میں کھانا پیش کرنے کے لیے ایک دو بار کسی اَور کے سپرد ڈیوٹی ہوئی تو ازراہ شفقت حضور نے فرمایا: جب فلّی مجھے serve کرتا ہے تو مجھے کسی چیز کی فکر نہیں ہوتی۔ ایک بار ایک مربی صاحب حضور کی خدمت میں کھانا پیش کر رہے تھے تو حضور نے انہیں فرمایا: اگر آپ کو serve کرنے کا شوق ہے تو فلّی سے ٹریننگ لے لیں۔

ایک ملاقات کے دوران حضور انور نے مجھے اپنے بیٹے نورالدین محمود احمد کو بھی اس خدمت کے لیے تربیت دینے کا ارشاد فرمایا۔ اللہ کرے کہ یہ سعادت نسلاً بعد نسلٍ بھی جاری رہے (آمین)۔ ایک تقریب کے موقع پر مَیں نے اپنے پوتے کو تندور سے روٹیاں لانے کا کام سپرد کر دیا۔ وہ ایک خادم کی نگرانی میں روٹی لے کر آتا تو مَیں اس سے روٹی لے کر حضور کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ حضور نے جب یہ دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو آگے تک آنے دوں۔ پھر حضور نے اس سے خود روٹی پکڑلی اور اس سے باتیں بھی کرتے رہے۔ الحمدللہ

ربوہ میں خاکسار اور بھائی صباح الدین صاحب اکثر حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ) کے گھر حضور کی والدہ حضرت باجی جان ناصرہ بیگم صاحبہ کو سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت باجی جان گرمیوں میں ہمیں آئس کریم اور شربت دیا کرتی تھیں اور سردیوں میں چائے اور بسکٹ وغیرہ سے ہماری خاطر کیا کرتی تھیں۔ حضرت باجی جان پردہ کی بہت پابند تھیں مگر ہم دونوں بھائیوں سے پردہ نہیں کرتی تھیں۔

حضور کے گھر کے سامنے والے میدان میں ہم کرکٹ کھیلا کرتے تھے۔ دو ٹیمیں بن جایا کرتی تھیں۔ ایک ٹیم کے کیپٹن صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب اور دوسری ٹیم کے صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب ہوا کرتے تھے۔ مکرم میاں ادریس احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب، مکرم سید امین احمد صاحب، ہم دونوں بھائی اور ہمارے تایا علیم الدین صاحب کے بیٹے اور محلّے کے دیگر خدام بھی کھیل میں شامل ہوتے تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اس وقت بہت چھوٹے تھے اور آپ گراؤنڈ کے باہر کھڑے ہو کر کھیل دیکھا کرتے تھے۔ کھیل ختم ہونے کے بعد ہم دونوں بھائی اور سید امین شاہ صاحب میاں ادریس احمد صاحب کے ساتھ اُن کے گھر جایا کرتے تھے۔ میاں ادریس صاحب چائے بنایا کرتے تھے جس کا نام ہم نے ٹانک رکھا ہوا تھا کیونکہ اس چائے میں زعفران اور ڈرائی فروٹ وغیرہ ڈال کر بنایا جاتا تھا۔ بڑے مزے کی چائے ہوا کرتی تھی۔ ہم دونوں بھائی حضرت باجی جان کو سلام کرنے کے بعد گھر واپس جاتے تھے۔ جب میرے والد صاحب کی 1962ء میں وفات ہوگئی تو مجھے کام کی غرض سے ربوہ چھوڑ کر لاہور جانا پڑا۔ پھر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب سے بہت کم ملاقات ہوتی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانے میں ایک بار حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) جب اپنے والد حضرت مرزا منصور احمد صاحب کے ساتھ لندن تشریف لائے تو حضرت میاں صاحب ٹانگوں کی تکلیف کی وجہ سے وھیل چیئر استعمال کرتے تھے اور حضور انور اپنے والد محترم کی وھیل چیئر کو خود دھکیلا کرتے تھے۔ تب تقریباً ہر روز ہی آپ سے ملاقات ہو جایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ میرا بیٹا نورالدین بھی میرے ساتھ تھا۔ اُس وقت اس کی عمر سات سال تھی اور اس نے نظر کی عینک لگائی ہوئی تھی۔ حضرت مرزا منصور احمد صاحب نے بڑی محبت سے میرے بیٹے کو گود میں بٹھالیا اور حیرت سے مجھ سے دریافت کیا کہ اس کی نظر اتنی کمزور ہے! مَیں نے اثبات میں جواب دیا اور دعا کی درخواست بھی کی تو حضرت میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ انگوٹھی اپنی انگلی سے اتاری جس پر ''مولیٰ بس'' کندہ ہے۔ پھر آپ نے وہ انگوٹھی عزیزم نورالدین کی آنکھوں پر لگا کر دعا کی۔ خدا تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ اس کے کچھ ہی عرصے بعد بیٹے کی نظر بالکل ٹھیک ہوگئی۔ الحمدللہ۔ (نوٹ: یہ بابرکت انگوٹھی اس وقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک کی زینت ہے۔)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورِ خلافت کے آخری سالوں میں خاکسار کے سپرد 65 گیسٹ ہاؤس کی نگرانی تھی۔ جب صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب نے پڑھائی کی غرض سے لندن آنا تھا اور پروگرام تھا کہ آپ ہوسٹل میں رہائش رکھیں گے تو خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ نمبر 65 گیسٹ ہاؤس میں جگہ میسر ہے۔ اگر حضور اجازت دیں تو مرزا وقاص احمد صاحب کو یہاں ٹھہرا دیا جائے۔ حضورؒ نے فرمایا: اچھا خیال ہے۔ اس پر خاکسار نے حضرت مرزا منصور احمد صاحب کو فون پر اس اجازت کی اطلاع دی۔ چنانچہ مرزا وقاص احمد صاحب لندن آ کر گیسٹ ہاؤس میں مقیم ہوئے۔

2009ء سے اب تک خاکسار کو تین بار انجائنا کی تکلیف کے حملے ہوئے ہیں۔ ابتدائی رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ دل کافی Damage ہو گیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی تو حضور کی دعا اور توجہ سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور معجزانہ طور پر صحت سے نوازا۔ حتّٰی کہ ابتدائی رپورٹس بھی ساری غلط ثابت ہوئیں، الحمدللہ۔ آخری بار تو سرجن آ کر بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا کہ تم کون سی دوائی کھاتے ہو؟ مَیں نے کہا کہ جو دوائی میں کھاتا ہوں اس پر تم یقین نہیں کرو گے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ مَیں نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ مَیں اپنے روحانی باپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا ہوں اور اللہ تبارک تعالیٰ فضل فرما دیتا ہے اور مَیں ٹھیک ہو جاتا ہوں۔ وہ سمجھا کہ میں مذاق کر رہا ہوں۔

خلافتِ خامسہ میں تائیداتِ الٰہیہ
احمدیت کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت

(چودھری ناز احمد ناصر)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جنود اور لشکروں، مومنوں اور متقی مسلمانوں کے جو نشانات بیان فرمائے ہیں ان میں ایک روشن اور چمکدار نشان تائیدات الٰہیہ کا نشان ہے جو ہر جگہ، ہر مقام، ہر قریہ اور تمام دیار وامصار میں نظر آتا ہے۔

چنانچہ فرمایا: اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَيَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡاَشۡهَادُ (مومن:52) کہ ہم اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی اس دنیا میں بھی ضرور مدد کریں گے اور اس دن بھی جب کہ گواہ کھڑے ہوں گے۔ نیز فرمایا: وَلَقَدۡ سَبَقَتۡ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِنَّهُمۡ لَهُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ وَاِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ (الصّٰفّٰت:172تا174) اور ہمارا فیصلہ ہمارے بندوں یعنی رسولوں کے لیے پہلے گذر چکا ہے (جو یہ ہے) کہ ان کی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر (یعنی مومنوں کا گروہ) ہی غالب رہے گا۔ پھر فرمایا: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيۡزٌ (المجادلہ:22) اللہ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ اللہ یقیناً طاقتور (اور) غالب ہے۔

ہر صاحبِ بصیرت انسان دیکھ اور پرکھ سکتا ہے کہ قرآن کریم میں موجود یہ آفاقی سچائیاں کس طرح خلافتِ خامسہ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں جو دنیا کے ہر ملک میں جگمگا رہے ہیں۔ ہر احمدی ان نشانات کا گواہ ہے اور سعید روحیں ان نشانوں کو دیکھ کر امام مہدی پر ایمان لانے کی توفیق پا رہی ہیں۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 22؍اپریل 2003ء کو منصبِ خلافت پر بیٹھنے کے بعد دنیا میں امن کے بارہ میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے مختلف ذرائع ابلاغ از قسم پرنٹ میڈیا اور ڈیجیٹل الیکٹرانک میڈیا، مختلف سربراہانِ مملکت اور عیسائیوں کے مذہبی پیشوا کو خطوط لکھ کر اور طاہر ہال مسجد بیت الفتوح لندن میں سالانہ امن کانفرنسز کے انعقاد سے ایک مہم شروع کر رکھی ہے۔ اسی طرح آپ نے دنیا کے مختلف ممالک کی پارلیمنٹس میں خطابات بھی ارشاد فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ نصرت اور تائید تو دراصل حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے سے شروع ہو چکی تھی اور اللہ تعالیٰ کا آپؑ سے وعدہ تھا: اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ نصرت ہمیں آپؑ کی زندگی کے ہر لمحہ میں نظر آتی ہے اور آپؑ کے خلفاء، متبعین اور ماننے والے مؤمنین بھی اس نصرتِ خداوندی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

اسلام کی نشأتِ ثانیہ الٰہی پیش خبریوں کے مطابق مسیح و مہدی موعودؑ کے زمانہ میں مقدر تھی۔ حضرت اقدسؑ نے 1889ء میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور 1891ء میں اسلام کی موعودہ ترقی اور نشاتِ ثانیہ کا احاطہ کرنے کے لیے پانچ شاخوں کی بنیاد رکھنے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ ”اس حکیم وقدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لیے بھیج کر... دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لیے کئی شاخوں پر امرِ تائید حق اور اشاعتِ اسلام کو منقسم کر دیا... یہ پانچ طور کا سلسلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا... خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں اور جس اصلاح کے لیے اس نے ارادہ فرمایا ہے وہ اصلاح بجز استعمال ان پانچوں طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہوسکتی۔“

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 11–12، 25–26)

حضور علیہ السلام نے شجرِ اسلام کی ان تروتازہ شاخوں کے پھلنے پھولنے کو جماعت احمدیہ کی ترقی کا ایک پیمانہ قرار دیا۔ آپؑ کی وفات کے بعد جماعت میں الٰہی وعدوں کے مطابق خلافت احمدیہ قائم ہوئی جس کے ہر مبارک دَور میں اشاعت اسلام کا سلسلہ بدستور بڑھتا چلا جا رہا ہے اور یہ شاخیں مسلسل پھیلتی اور پھولتی پھلتی جا رہی ہیں۔ تمکنت دین کا یہ سلسلہ خلافت اولیٰ سے خلافت خامسہ تک گزشتہ ایک سو چودہ سالوں پر محیط ہر دور خلافت میں مسلسل ترقی پذیر نظر آتا ہے جو اس حقیقت پر گواہ ہے کہ خلافت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی افضال سے تائید یافتہ ہے جس کے نتیجہ میں قافلۂ احمدیت شاہراہِ غلبۂ اسلام پر دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتے ہوئے دینِ حق کی شان ظاہر کر رہا ہے۔ خلافت خامسہ کا عہد آفریں اور انقلاب انگیز دَور اب تک قریباً اکیسویں صدی کی ابتدائی دو دہائیاں اپنے اندر سمیٹ چکا ہے اور اس لیے بھی خاص اہمیت کا حامل ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات ’اِنِّىۡ مَعَكَ يَا مَسۡرُوۡرُ‘ اور ’وہ بادشاہ آیا‘ اس دَور میں نئی شان اور آن بان کے ساتھ ہم اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھ رہے ہیں۔

اب ہم حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ پانچ شاخوں کے تحت خدا تعالیٰ کے فضلوں کا خلافت خامسہ میں نزول کا ذکر کرتے ہیں۔

1۔ اشاعت دین کی پہلی شاخ تالیف وتصنیف

حضرت مسیح موعودؑ نے 1891ء میں فرمایا تھا: ”منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف وتصنیف کا سلسلہ ہے۔“ (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 12)

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد بھی ہر دور خلافت میں تالیف وتصنیف کی شاخ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں اس شاخ کی عظیم الشان ترقی کا مختصر جائزہ ہی حیران کن ہے کہ وہ کتب جن کی اشاعت کا آغاز چند ہزار سے ہوا تھا آج خدا کے فضل سے ان کی تعداد لاکھوں میں پہنچ چکی ہے۔ تالیف وتصنیف کی شاخ کی ذیلی شاخیں بھی قائم ہو چکی ہیں۔مثلاً

☆...خلافت خامسہ کے آغاز پر پریس میں الیکٹرانک اور ڈیجیٹل بھی انقلاب برپا ہوا چنانچہ اس دور میں اعلائے کلمہ اسلام کے لیے جماعتی لٹریچر کی اشاعت کی ایک الگ شان نظر آتی ہے۔رقیم پریس کا آغاز اسلام آباد برطانیہ میں 1987ء میں ہوا تھا جبکہ آج درجن بھر ممالک میں جدید سہولتوں سے آراستہ اس کی شاخیں قائم ہیں جہاں ہر سال لاکھوں کتب کی اشاعت ہوتی ہے۔''فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان'' بھی جدید پرنٹنگ و بائنڈنگ مشینری سے آراستہ ہے۔

☆...خلافت خامسہ میں سالانہ کتب کی اشاعت کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی تقاریر جلسہ سالانہ میں صرف گیارہ سالوں میں 98 لاکھ سے زائد کتب کی اشاعت کا ذکر فرمایا ہے جس کی سالانہ اوسط تقریباً نو لاکھ بنتی ہے۔اسی طرح لیفلیٹس اور اشتہارات کی لاکھوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

☆...خلافت خامسہ میں انیس نئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ومختصر تفسیری نوٹس کی اشاعت ہوئی ہے۔جبکہ اب تک جماعت کے ذریعہ شائع شدہ تراجم قرآن کی کل تعداد چھہتر ہو چکی ہے۔

☆...اکناف عالم میں اشاعت اسلام کی خاطر اس وقت دنیا کی نو زبانوں عربی، فرنچ، ٹرکش، رشین، بنگلہ، چینی، انڈونیشین، سواحیلی، سپینش میں مرکزی ڈیسک قائم ہیں جن کے ذریعہ لٹریچر کے ترجمہ کا کام جاری ہے۔انٹرنیشنل عربک انگلش ٹرانسلیشن ڈیسک الگ قائم ہے جس کے ذریعہ انگریزی سے عربی میں لٹریچر کے ترجمہ کا کام ہو رہا ہے۔دنیا میں یہ نو زبانیں بولنے والوں کی تعداد تین ارب ہے۔

2۔اشاعت دین کی دوسری شاخ (اشتہارات)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے 1891ء میں فرمایا تھا:''دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو حکم الٰہی حجت کی غرض سے جاری ہے اور اب تک بیس ہزار سے کچھ زیادہ اشتہارات اسلامی حجتوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کے لیے شائع ہو چکے ہیں اور آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ ہوتے رہیں گے''۔گویا حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے ابتدائی تین سالوں میں اس وقت اپنی توفیق کے مطابق بیس ہزار اشتہار شائع کر کے بھی جماعت کتنی خوشی محسوس کرتی تھی، آج ان کی تعداد لاکھوں سے بڑھ کر کروڑوں میں پہنچ چکی ہے۔ اشاعت اسلام کی یہ شاخ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں درج ذیل مزید شاخوں میں تقسیم ہو کر بے شمار شیریں پھل دے رہی ہے۔

☆...تبلیغ احمدیت کا یہ ذریعہ اشتہارات یعنی لیفلیٹس اور پمفلٹس کی صورت میں ہر دور خلافت میں مسلسل ترقی پذیر رہا ہے جو خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں لاکھوں سے بڑھ کر کروڑوں کی تعداد میں داخل ہو چکا ہے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذاتی توجہ اور اُس بابرکت تحریک کا مرہون منت ہے جس میں حضور انور نے صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر جماعتی تعارف پر مشتمل اشتہارات ہر ملک کی آبادی کے کم از کم دس فیصد حصہ تک پہنچانے کے لیے ارشاد فرمایا تھا۔اس پر عمل کے نتیجہ میں دنیا کی مختلف زبانوں میں کروڑوں کی تعداد میں اشتہارات کے ذریعہ کروڑہا افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے۔

☆...دنیائے صحافت کا ایک شعبہ اخبارات اور رسائل ہیں چنانچہ جماعت میں سینکڑوں اخبارات اور رسائل شائع ہو رہے ہیں۔دیگر اخبارات میں بھی جماعتی مضامین کی اشاعت ہوتی رہتی ہے چنانچہ گزشتہ صرف ایک سال میں مجموعی طور پر 2021 اخبارات نے 3274 جماعتی مضامین اور آرٹیکلز شائع کیے ہیں جن کے ذریعہ تقریباً تینتیس کروڑ سے زائد افراد تک پیغام پہنچایا گیا ہے۔

☆...حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ دور حاضر کی ایجادات پریس وغیرہ اور رسل ورسائل کے جملہ وسائل وانتظامات دراصل تو اسلام کی اشاعت کی خاطر ہیں۔(ملخص از تحفہ گولڑویہ صفحہ 99، 100)۔اکیسویں صدی میں خلافت خامسہ کے عہد سعادت میں صحافت نے ماس میڈیا کی صورت اختیار کر لی ہے جس کے ذرائع مثلاً ٹی وی اور ریڈیو چینلز کے ذریعہ بھی تبلیغ اسلام کا کام جاری ہے۔

☆...حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی خلافت کے آغاز میں ایک احمدیہ ریڈیو سٹیشن کے قیام کی خواہش ظاہر کی تھی۔خلافت خامسہ میں خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے ریڈیو سٹیشنز کی تعداد 27 ہو چکی ہے۔7 ر فروری 2016ء کو''وائس آف اسلام'' ریڈیو اسٹیشن کا آغاز بھی جماعتی میڈیا میں ایک مفید اضافہ اور سنگ میل ثابت ہوا ہے جس کی نشریات 24 گھنٹے جاری رہتی ہیں۔

☆...خلافت خامسہ کے آغاز میں ایم ٹی اے کا ایک چینل جاری تھا۔اب اللہ کے فضل سے مسلم ٹی وی احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے آٹھ ٹی وی چینل چوبیس گھنٹے نشریات پیش کر رہے ہیں جن کے سترہ زبانوں میں رواں تراجم نشر ہوتے ہیں جن میں انگریزی، عربی، فرانسیسی، جرمن، بنگلہ، سواحیلی، افریقن، انڈونیشین، ترکی، بلغارین، بوزنین، ملیالم، تامل، روسی، پشتو، ہسپانوی اور سندھی شامل ہیں۔

☆...جماعت کے اپنے چینلز کے علاوہ انہتر ممالک میں دیگر ٹی وی اور ریڈیو چینلز پر صرف ایک سال میں پانچ ہزار اڑسٹھ ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ ایک ہزار آٹھ سو ستتر گھنٹے جماعت کے لیے وقت ملا۔

☆...دور حاضر میں ویب سائٹس یا بلاگز نے کافی اہمیت حاصل کی ہے۔جماعت کی آفیشل ویب سائیٹ alislam.org کا آغاز 1995ء میں ہوا تھا جس پر انگریزی زبان میں تین سو سولہ اور اردو زبان میں ایک ہزار کتب موجود ہیں نیز اس ویب سائیٹ کی شاخیں چالیس سے زائد مختلف زبانوں میں بھی قائم ہیں۔

3۔اشاعت دین کی تیسری شاخ (آمد مہمانان اور ملاقاتیں)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے 1891ء میں فرمایا تھا:''تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لیے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لیے آتے رہتے ہیں...چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے۔''(فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 14)

ہر خلیفہ وقت کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شبانہ روز مصروفیات کا ایک پہلو افراد جماعت اور دیگر اغراض سے آنے والے غیر از جماعت اور باا ثر افراد سے ملاقات کا ہے۔اب تک ہزاروں احمدی خاندانوں و دیگر غیر از جماعت افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے جس میں ہر سال جلسہ سالانہ برطانیہ پر آنے والے روحانی پرندوں کے علاوہ دوران سال آنے والے وہ مخلصین بھی شامل ہیں جن میں سے

بعض کینیڈا کی طرح اپنے ممالک سے پورا جہاز چارٹرڈ کر کے آ چکے ہیں۔ اس شاخ کی بھی کئی ذیلی شاخیں جاری ہیں۔ مثلاً

☆... **مہمانان کے قیام وطعام کے لیے** نہ صرف لندن میں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں جہاں نظام جماعت موجود ہے مہمان خانے بھی قائم ہیں، تاہم ایسے مہمانان کی زیادہ تر آمد کا سلسلہ مسکنِ خلافت یعنی برطانیہ میں جاری رہتا ہے۔

☆... **مہمانان کے لیے توسیع عمارات:** دنیا بھر میں مہمانان مسیح موعودؑ کے لیے توسیع مکانات کا خوبصورت نظارہ ہمیشہ جاری رہا ہے۔ خلافتِ خامسہ میں یہ توسیع خاص طور پر برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، جرمنی، پاکستان اور بھارت میں جاری رہی لیکن خاص طور پر مرکز اوّلین قادیان میں جو توسیع اور تزئین خلافت خامسہ میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ظاہر ہوئیں اس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جماعت کی ترقی کے ساتھ قادیان کی ترقی کا بھی وعدہ الٰہی ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دعوۃ الامیر میں صداقت احمدیت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہؑ کو قادیان کی کسمپرسی کے زمانہ میں 1882ء میں الہام ہوا کہ وَسِّعْ مَكَانَكَ یعنی اپنے مکان وسیع کرو۔ حضور علیہ السلام اس وقت کی مالی توفیق کے مطابق صرف تین چھپریں بنوا سکے۔ اس کے بعد مختلف ادوار میں اس ارشاد کی تعمیل میں قادیان کے عمارات کی توسیع و تجدید ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کی شان اور تقدیر ہے کہ خلافت رابعہ کے دور میں دورہ 1991ء کے بعد پھر یہ سلسلہ خاص طور پر جاری ہوا۔ اور 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ کے بعد تو قادیان میں ایسی شاندار توسیع و تجدید ہوئی جو ہر جانے والے کے لیے ازدیاد ایمان کا باعث ہے۔

اس حوالہ سے حضور انور فرماتے ہیں:

’1991ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دورہ کیا تو اس دورہ کے بعد وَسِّعْ مَكَانَكَ کا پھر ایک نیا دور شروع ہوا۔ جہاں احمدیوں کے مکانوں میں بھی، جماعتی عمارات میں بھی خوب اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پھر 2005ء میں میرے دور کے بعد اللہ تعالیٰ نے مزید توفیق عطا فرمائی کہ قادیان میں جماعتی عمارات میں وسعت پیدا ہوئی اور جماعتی مرکزی عمارات کے علاوہ آسٹریلیا، امریکہ، انڈونیشیا، ماریشس وغیرہ نے وہاں اپنے بڑے وسیع گیسٹ ہاؤسز بنائے۔ جماعتی طور پر ایم ٹی اے کی خوبصورت بلڈنگ اور دفتر نشر و اشاعت بن گیا؛ کتب کے سٹور بھی اس میں مہیا کئے گئے ہیں؛ بڑے بڑے ہال بنائے گئے ہیں، دو منزلہ نمائش ہال بنایا گیا۔ ایک بڑی وسیع تین منزلہ لائبریری بنائی گئی ہے؛ فضل عمر پریس کی تعمیر ہوئی، لجنہ ہال بنایا گیا؛ ایک تین منزلہ گیسٹ ہاؤس مرکزی طور پر بنایا گیا۔ لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مزید توسیع ہوئی اور نئے بلاک بنے اور اس طرح بے شمار نئی تعمیر اور توسیع ہوئی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مسجد اقصیٰ میں توسیع کی گئی ہے۔ جس میں صحن سے پیچھے ہٹ کے تقریباً تین منزلہ جگہ مہیا کی گئی ہے اور اس میں جو نئی جگہ بنی ہے اس میں تقریباً پانچ ہزار نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس طرح قادیان میں کئی دوسری مساجد کی تعمیر ہوئی اور سب کی تفصیل کا تو بیان نہیں ہو سکتا اور نہ بغیر دیکھے اس وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جو ان نئی تعمیرات کی وجہ سے وہاں قادیان میں ہو رہی ہے۔ یہ چند تعمیرات جن کا میں نے ذکر کیا ہے یہ گزشتہ تین چار سال کے عرصہ میں ہوئی ہیں۔ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا کرنا کہ ہر روز ہم اس الہام کی شان دیکھ رہے ہیں اور نہ صرف قادیان میں بلکہ دنیا میں ہر جگہ حتّٰی کہ پاکستان میں بھی نامساعد حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ توفیق دے رہا ہے۔ ہمارے مخالفین سے کس طرح اللہ تعالیٰ نے مواخذہ کرنا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن جہاں تک اس کے وَسِّعْ مَكَانَكَ کا سوال ہے اللہ تعالیٰ ہر روز ہمیں ایک شان سے اسے پورا ہوتا دکھا رہا ہے‘‘۔ (خطبہ جمعہ 12 جون 2009ء)

خلافت خامسہ میں قادیان میں ہونے والی توسیع غیر معمولی ہے، ان عمارات میں درج ذیل شامل ہیں: دارالضیافت تعمیر نو، تعمیر نو سرائے وسیم، تعمیر نو سرائے خدمت، آسٹریلیا گیسٹ ہاؤس، ماریشس گیسٹ ہاؤس، میانمار (برما)، انڈونیشیا گیسٹ ہاؤس کی تعمیر نو، تعمیر نو سرائے طاہر (جامعہ احمدیہ)، روٹی پلانٹ اور لنگر خانوں کا قیام، چوتھی اور پانچویں توسیع مسجد اقصیٰ، تجدید مسجد مبارک، پرانی مساجد کی ازسرنو تعمیر، تجدید دارالمسیح، تجدید مکان حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ، تعمیر دفاتر صدر انجمن احمدیہ، تعمیر فضل عمر پرنٹنگ پریس، تعمیر نور الدین لائبریری، تعمیر و تجدید تعلیم الاسلام ہائی اسکول، تعمیر جلسہ گاہ بستان احمد، تعمیر و تجدید نور ہسپتال، تجدید بہشتی مقبرہ اور تاریخی مکان اماں جان، تعمیر یادگار مقام ظہور قدرت ثانیہ و پارک بہشتی مقبرہ، تجدید دارالبیعت لدھیانہ، تجدید تاریخی مکان ہوشیار پور۔

اسی طرح ربوہ پاکستان میں صدر انجمن اور ذیلی تنظیموں کے گیسٹ ہاؤسز کے علاوہ وقف جدید اور تحریک جدید کے گیسٹ ہاؤسز ہیں۔ خلافت خامسہ میں تحریک جدید نے ایک نیا گیسٹ ہاؤس تعمیر کیا ہے۔ پرانے گیسٹ ہاؤس سرائے فضل عمر کے پندرہ کمروں میں نئے گیسٹ ہاؤس سرائے ناصر کے مزید پینتالیس کمروں کا اضافہ ہو گیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کی ضرورت کے تحت ایک نئی چھ منزلہ عمارت زیر تعمیر ہے۔ اسی طرح صدر انجمن احمدیہ کے کارکنان کے لیے 181 کوارٹرز تعمیر کیے گئے اور 36 کوارٹرز زیر تعمیر ہیں۔ نیز تحریک جدید انجمن احمدیہ کے کارکنان کے لیے 162 کوارٹرز اور وقف جدید انجمن احمدیہ کے تحت ساٹھ سے زائد کوارٹرز تعمیر کیے جا چکے ہیں۔ اسی طرح نظارت تعلیم کے 18 کوارٹرز بھی تعمیر ہوئے۔ بیوگان کے لیے 66 کوارٹرز اور شہداء کی فیملیز کے لیے 36 کوارٹرز اس کے علاوہ ہیں۔

اسی طرح مسجد اقصیٰ ربوہ، دفتر الفضل کی تزئین اور بہشتی مقبرہ دارالفضل کی توسیع و تزئین بھی ہوئی۔ بہشتی مقبرہ طاہر آباد کا قیام خلافت خامسہ میں ہوا۔ اس کے علاوہ مربی ہاؤس طاہر آباد غربی، مسجد بیت الطاہر دارالفضل، مسجد عقب ہسپتال، مسجد باب الابواب، مسجد دارالنصر شرقی نور، مسجد بیت الغالب نصیر آباد غالب، مسجد فیکٹری ایریا کوارٹرز دارالنور، مسجد دارالنصر غربی اقبال، وئیر ہاؤس صدر انجمن احمدیہ، مکان دارالنصر وغیرہ کی تعمیرات بھی شامل ہیں۔ نظارت تعلیم کے تحت ناصر ہائی سکول، طاہر پرائمری سکول، مریم سکول دارالنصر، مریم سکول دارالرحمت، نصرت جہاں اکیڈمی پرائمری سکول، احمد نگر سکول، نصرت جہاں گرلز کالج کی تعمیرات بھی اسی بابرکت خلافت خامسہ کے دور میں ہوئیں۔ ربوہ میں اسی دَور میں دو نئے لنگر خانے اور دارالضیافت ربوہ کی تعمیر نو عمل میں لائی گئی۔

اس مضمون میں اختصار کی وجہ سے صرف مراکز احمدیت قادیان اور ربوہ کے مراکز کا بطور نمونہ ذکر کیا ہے ورنہ دنیا کے تمام بڑے ممالک میں خلافت خامسہ میں توسیع مراکز کے وسیع کام ہوئے ہیں۔

☆... **خلیفۃ المسیح سے ملاقات کا ذریعہ (جلسہ ہائے سالانہ):** ہر دورِ خلافت میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے سالانہ جلسے بھی خلیفہ وقت سے افراد جماعت سے ملاقات

کا ایک مؤثر ذریعہ رہے ہیں۔ خلافت خامسہ کے انیس سالوں میں ہونے والے اٹھارہ مرکزی جلسہ ہائے سالانہ برطانیہ میں پانچ لاکھ سے زائد افراد جماعت نے شرکت کر کے براہ راست حضور انور کے خطابات سننے کی توفیق پائی۔ ان مرکزی جلسہ ہائے سالانہ میں دنیا بھر سے بیسیوں بااثر افراد بھی شامل ہوئے جنہوں نے اشاعت اسلام کے حوالہ سے جماعت اور حضرت خلیفۃ المسیح سے جماعت کی مساعی کے بارہ رپورٹس سن کر نہایت خوشگوار تاثرات بیان کیے ہیں۔

پس پاکستان جس کے ایک جلسہ سالانہ اور لنگر کو روکا گیا اور جہاں آخری جلسہ میں تین لاکھ کے قریب مہمانان نے ربوہ میں شرکت کی تھی، اب عالمی سطح پر دنیا بھر کے اسّی سے زائد ممالک میں جلسہ ہائے سالانہ کا انعقاد ہو رہا ہے جہاں لنگر مسیح موعود بھی جاری ہوتا ہے۔

☆... خلافت رابعہ میں وہ تاریخ ساز دور شروع ہوا جس میں خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ دنیا بھر میں سنا جانے لگا۔ یہ سلسلہ مسلسل وسعت پذیر ہے اور خلافت خامسہ میں دنیا کی پانچ بڑی زبانوں (انگریزی، عربی، فرنچ، جرمن اور بنگالی) میں براہ راست رواں ترجمہ بھی نشر کیا جا رہا ہوتا ہے۔ بے شک یہ خطبات تربیت اور دعوت الی اللہ کا مؤثر ذریعہ ہیں۔

☆... حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایم ٹی اے پر اطفال و ناصرات کی تعلیمی و تربیتی کلاسز کا سلسلہ شروع کروایا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت عہد میں اس میں وسعت اور ترقی ہوئی۔ ان کلاسز کے ذریعہ احمدیت کی ایسی فوج تیار ہو رہی ہے جس نے آئندہ اشاعت اسلام کی اہم ذمہ داری ادا کرنی ہے چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دور خلافت کے ابتدائی سالوں میں ان کلاسز میں بیٹھنے والے بچے آج جماعت کے سکالرز کے طور پر MTA کے پروگراموں کے ذریعہ اشاعت اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

☆... امام مہدی کے زمانہ کی علامات میں سے ایک حضرت امام جعفر صادقؒ نے یہ بیان فرمائی تھی کہ ''جب ہمارے قائم (امام مہدی) کا ظہور ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کی قوت سماعت اور قوت بصارت میں اتنا اضافہ کر دے گا کہ ان لوگوں اور امام قائم کے درمیان قاصد کی ضرورت نہ رہے گی امام اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے جو کچھ فرمائیں گے وہ یہ لوگ سنیں گے اور جب نظر اٹھائیں گے تو اپنے امام کی زیارت کر لیں گے۔''

(بحار الانوار مترجم از علامہ باقر مجلسی جلد 12 صفحہ 346
ترجمہ سید حسن امداد 30 اپریل 1998 محفوظ بک ایجنسی کراچی)

اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا آغاز دورِ خلافتِ رابعہ (1994ء) میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے قیام سے ہو گیا تھا۔ عہد خلافت خامسہ میں اس پیشگوئی کی عظمت میں اَور اضافہ ہوا جب کرونا وائرس کی وبا کے دوران ساری دنیا محدود و مقید ہو کر رہ گئی مگر ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ورچوئل ملاقات کا متبادل سلسلہ شروع فرمایا جس کے ذریعہ مختلف ممالک کے جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے ممبران عاملہ و دیگر افراد جماعت اپنے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست ملاقات کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اور یوں اس مشکل دَور میں آپ کی تائید میں اِنِّیْ مَعَكَ یَا مَسْرُوْرَ کا الہام بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے۔

☆... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہفتہ بھر کی مصروفیات کا مختصر احوال ایم ٹی اے کے پروگرام This Week With Hazoor میں قابل دید ہوتا ہے جو ایک مقبول و معروف پروگرام بنتا جا رہا ہے اور افراد جماعت کے لیے حضور انور کی بے تکلف براہ راست راہنمائی کے حصول کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اگر ہمارے عمل اس قابل نہیں، ہماری عبادتیں سوز و گداز سے بھری ہوئی نہیں، ہم اللہ کی نظر میں مقبول نہیں تو لاکھ ہم نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کہتے رہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور دوسرے لوگ آکر یہ مقام لے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو اس طرح قبول نہیں کرتا وہ تو یہی کہے گا کہ پہلے اپنی حالت درست کرو، اپنے اعمال درست کرو، انسانی حقوق ادا کرو، پھر میرے دین کے مددگار کہلا سکتے ہو۔''

(سالانہ اجتماع انصار اللہ یو کے 2005ء سے خطاب)

4۔ اشاعت دین کی چوتھی شاخ (مکتوبات)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں، چنانچہ اب تک عرصہ مذکورہ بالا میں نوے ہزار سے بھی کچھ زیادہ خط آئے ہوں گے جن کا جواب لکھا گیا۔'' (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 23)

تمام خلفائے احمدیت کے ادوار میں خطوط کے ذریعہ رابطہ، تعلیم و تربیت اور دعوت الی اللہ کا سلسلہ بدستور ترقی پذیر رہا تاہم خلافت خامسہ کے بابرکت عہد میں جماعت میں وسعت اور ذرائع رسل و رسائل میں تیز رفتار ترقی کے ساتھ اس شعبہ میں ایک غیر معمولی تغیر آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اس ذمہ داری سے خوب عہدہ برآ ہوئے۔ حضور انور کی دن بھر کی مصروفیات کا ایک پہلو وہ خطوط ہیں جو افراد جماعت کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں بغرض راہنمائی، مشورہ یا دعا وغیرہ تحریر کیے جاتے ہیں اور ان کے جواب حضور انور کی طرف سے تحریر کیے جاتے ہیں۔ اکثر جوابی خطوط پر حضور انور کے دست مبارک سے دستخط ثبت ہوتے ہیں۔ یہ جوابات ایک طرف اُس احمدی کے لیے سکون طمانیت اور بے انتہا دلی مسرت کا موجب ہوتے ہیں تو دوسری طرف دعائیہ خطوط کے جوابات کے جلو میں قبولیت دعا کے حیران کن معجزانہ نشانات بھی موجود ہوتے ہیں۔ ہر احمدی گھرانہ اس کا چشم دید گواہ ہے۔ ان دعاؤں کی برسات سے نہ صرف وہ مظلوم احمدی اور ان کے خاندان حصہ پاتے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں مذہب کے نام پہ ظلم و جبر کا نشانہ بنائے جاتے ہیں، شہادت کا رتبہ یا اسیری کی سعادت حاصل کرتے ہیں بلکہ عام احمدی بھی اپنے امام کی دعاؤں کی برکت سے اپنے آپ کو حصار امن و عافیت میں محفوظ پاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا امام راتوں کو جاگ کر ان کے لیے دعائیں کر رہا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں احمدیوں کے اموال و اولاد میں غیر معمولی برکت عطا ہوتی ہے۔ بہتیرے نرینہ اولاد سے بہرہ مند کیے جاتے ہیں، لاعلاج مریض معجزانہ شفا پاتے ہیں، طالبعلم اعلیٰ کامیابیاں حاصل

کرتے ہیں اوران میں بہتیرے ایسے ہیں جنہیں پیش از وقت حضور کی طرف سے جوابی مکتوب متعلقہ دعا کی قبولیت کے حوالہ سے جو بشارت دی جاتی ہے وہ من وعن اسی طرح پوری ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ ہر خلافت میں جاری رہا لیکن خلافت خامسہ کے انیس سالوں میں جبکہ جماعت دنیا کے دوسوتیرہ مما لک تک پھیل چکی ہے، ان دعاؤں کی وسعت اور ہمہ گیری میں بھی غیر معمولی اضافہ نظر آتا ہے۔

رپورٹ کے مطابق دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں مختلف خطوط پر مشتمل روزانہ اڑھائی ہزار سے تین ہزار فیکسز موصول ہو رہی ہیں۔ بذریعہ ڈاک روزانہ سینکڑوں خطوط آتے ہیں جن کی تعداد ماہانہ نوے ہزار اور سالانہ دس لاکھ سے زیادہ ہے۔ مختلف مما لک اور اداروں کی طرف سے آنے والی رپورٹس اس کے علاوہ ہیں۔ چنانچہ خلافت خامسہ میں موصول ہونے والے خطوط اوران کے جوابات کی تعداد کروڑوں میں جا پہنچتی ہے۔ یقیناً یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایک غیبی ہاتھ مسلسل خلافت خامسہ کی تائید میں ہے اور ملائکہ مسلسل آپ کی مدد کے لیے آسمان سے اترتے ہوئے اِنِّی مَعَكَ یَا مَسْرُورَ کے نعرے الاپتے ہیں۔

☆...**سربراہان مما لک کو خطوط:** حضرت مسیح موعودؑ کے صاحبزادے حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں یہ الہام کہ ''وہ بادشاہ آیا'' ان کے پوتے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی ذات میں اس رنگ میں پورا ہوا کہ آپ کو مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد قیامِ امنِ عالم کی خاطر دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں اور سربراہوں کو بذریعہ خطوط مخاطب کرنے کا موقع پیدا ہو گیا جو خلافت خامسہ کے کارہائے نمایاں کا ایک درخشاں اور تاریخی پہلو ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے حکمرانوں کو درپیش عالمی خطرات کے تناظر میں قیام امن کی خاطر سنجیدہ تعاون اور جدو جہد کے لیے خطوط لکھنے کا اہتمام فرمایا۔ یہ خطوط پوپ بینیڈکٹ XVI، اسرائیل کے وزیر اعظم، صدر اسلامی جمہوریہ ایران، صدر متحدہ امریکہ، وزیر اعظم کینیڈا، سعودی عرب کے بادشاہ، عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم، وزیر اعظم برطانیہ، جرمنی کی چانسلر، صدر جمہوریہ فرانس، ملکہ معظّمہ برطانیہ، صدر روسی فیڈریشن اور ایران کے مذہبی راہنما آیت اللہ خامنئی کی خدمت میں تحریر کیے گئے۔ ان خطوط کو بہت قدر اور احترام کی نظر سے دیکھا گیا اوران کے دُور رس اثرات پیدا ہوئے۔ چند خطوط نمونۃً پیش ہیں:

(1) امریکہ کے صدر اوباما کو لکھا: ''ہم سب جانتے ہیں کہ جنگ عظیم دوم کے بنیادی محرکات میں لیگ آف نیشنز کی ناکامی اور 1932ء میں رونما ہونے والا معاشی بحران سرفہرست تھا۔ آج دنیا کے چوٹی کے ماہرین معاشیات برملا کہہ رہے ہیں کہ موجودہ دَور کے معاشی مسائل اور 1932ء والے بحران میں بہت سی قدریں مشترک دکھائی دے رہی ہیں۔ سیاسی اور اقتصادی مسائل نے کئی چھوٹے مما لک کو ایک بار پھر جنگ پر مجبور کر دیا ہے اور بعض مما لک داخلی بدامنی اور عدم استحکام کا شکار ہیں۔ ان تمام امور کا منطقی نتیجہ ایک عالمی جنگ کی صورت میں ہی نکلے گا۔... بنی نوع انسان کو خدائے واحد کو پہچاننے کی سخت اور فوری ضرورت ہے جو سب کا خالق ہے اور انسانیت کی بقا کی یہی ایک ضمانت ہے ورنہ دنیا تو رفتہ رفتہ تباہی کی طرف گامزن ہے ہی۔''

(2) عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم وین جیاباؤ کو لکھا: ''میری دعا ہے کہ عالمی راہنما دانشمندی سے کام لیتے ہوئے اقوام عالم اور افراد کے مابین موجود چھوٹے چھوٹے تناعات کو عالمگیر بننے سے بچانے میں اپنا مثبت کردار ادا کریں۔''

(3) برطانوی وزیر اعظم کو لکھا: ''میری درخواست ہے کہ ہم ہر جہت اور ہر ایک پہلو سے اپنی تمام ترسعی بروئے کار لا کر دنیا سے نفرت کو مٹا دیں۔ اگر ہم اس کوشش میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ کامیابی ہماری آئندہ نسلوں کے روشن مستقبل کی ضمانت ہوگی اور ناکامی کی صورت میں ہماری آئندہ نسلیں ہمارے اعمال کی پاداش میں ایٹمی جنگ کی وجہ سے ہر جگہ تباہ کن نتائج کا سامنا کریں گی اور اپنی آنے والی نسلوں کو ایٹمی جنگ کے نتیجہ میں پھیلنے والی مسلسل تباہی کا تحفہ دے رہی ہوں گی اور یہ نسلیں اپنے ان بڑوں کو جنہوں نے دنیا کو عالمی تباہی میں دھکیل دیا، کبھی معاف نہیں کریں گی۔ میں دوبارہ آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ برطانیہ ایک عالمی طاقت ہے جو ترقی یافتہ مما لک کے ساتھ ساتھ ترقی پذیر مما لک پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے۔ پس اگر آپ چاہیں تو عدل وانصاف کے تقاضے پورے کر کے دنیا کی راہ نمائی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا برطانیہ اور دیگر عالمی طاقتوں کو دنیا میں قیام امن کے لیے کلیدی کردار ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور دیگر عالمی سربراہان کو یہ پیغام سمجھنے کی توفیق بخشے۔

(4) روس کے صدر کو لکھا: ''موجودہ حالات کے پیش نظر مَیں اپنے خطبات اور خطابات میں بلا امتیاز ہر ایک کو خالق حقیقی کی طرف سے عاید کردہ ذمہ داریوں اور فرائض کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ مملکت شام کے تیزی سے بدلتے حالات اور آپ کی قابل تحسین کوشش نے مجھے آپ کو یہ خط لکھنے پر آمادہ کیا جب آپ نے دنیا کو میدان جنگ میں کودنے کی بجائے باہمی بات چیت سے مسائل کو حل کرنے کی ترغیب دلائی۔ کسی ملک کے خلاف جارحیت نہ صرف اس خطے میں جنگ کا باعث بن سکتی ہے بلکہ عالمی جنگ کا پیش خیمہ بھی بن سکتی ہے۔ اس حوالے سے ایک مؤقر مغربی اخبار میں آپ کا حالیہ مضمون پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی جس میں آپ نے نشان دہی کی ہے کہ ایسا طرز عمل انتہائی خطرناک اور جنگ کے شعلوں کو ہوا دینے والا ہوگا۔ آپ کے اس واضح اور امن پسند مؤقف کی وجہ سے بڑی طاقتیں باز رہیں اور انہوں نے جذبہ خیر سگالی کے ساتھ سفارت کاری کے ذریعہ گفت وشنید کا راستہ اختیار کیا۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ آپ کے اس بروقت قدم نے دنیا کو درپیش بڑی تباہی سے بچالیا ہے۔''

☆...**خطابات:** حضور انور نے دنیا کی مختلف پارلیمنٹس میں جا کر خطابات بھی فرمائے، جیسے یورپین پارلیمنٹ، کیپیٹل ہل (USA) وغیرہ میں جا کر مقتدر لوگوں کو امن، انصاف، عالمی اتحاد کے قیام اور مخلوق کی خدمت کی طرف بلایا۔

اپنے ایک خطاب بعنوان 'ایٹمی جنگ کے تباہ کن نتائج اور کامل انصاف کی اشد ضرورت' میں حضور فرماتے ہیں: ''...ساری دنیا میں بے چینی اور خلفشار پھیلتا اور بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ آج کی دنیا میں تصادم، بے چینی اور بعض مما لک میں عوام آپس میں لڑائی اور جنگ کر رہے ہیں اور بعض مما لک میں عوام حکومت سے برسر پیکار ہیں یا اس کے برعکس حکام اپنے ہی عوام کے خلاف صف آرا ہیں...آج کے دور میں خدا کی ایک قہری تجلی ایک اور عالمی جنگ کی صورت میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایسی جنگ کے بداثرات اور تباہی صرف ایک روایتی جنگ یا صرف موجودہ نسل تک ہی محدود نہیں رہیں گے۔ درحقیقت اس کے ہولناک نتائج آئندہ کئی نسلوں تک ظاہر ہوتے رہیں گے... اگر ایٹمی جنگ چھڑ جاتی ہے تو جو لوگ براہ راست اس کی زد میں آئیں گے ان کے بچنے کا کوئی امکان نہیں۔ لوگ آناً فاناً ہلاک ہو جائیں گے یا مجسموں کی صورت میں

منجمد ہو جائیں گے۔ پینے کا پانی، غذا اور سبزہ وغیرہ ایٹمی تابکاری سے ناقابل استعمال ہو جائیں گے۔ اس تابکاری کے اثرات سے جو بیماریاں پیدا ہوں گی ہم اس کا صرف تصور کر سکتے ہیں۔۔۔ اگر ایٹمی ہتھیار آج دوبارہ استعمال ہوتے ہیں تو عین ممکن ہے کہ بعض ممالک کے کچھ حصے مکمل طور پر دنیا کے نقشے سے مٹ جائیں اور ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے۔۔۔ لہٰذا اس امن کانفرنس کے ذریعہ میں تمام دنیا کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کی تعلیمات اور پیغام محبت، ہمدردی، نرمی، امن اور آشتی کے سوا کچھ نہیں۔'' (ملخص: امن کا پیغام، صفحہ 53 تا 65 اردو ترجمہ)

5۔ اشاعت دین کی پانچویں شاخ (مریدین اور مبائعین)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا: ''پانچویں شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قائم کی مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے''۔ (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 24)

اللہ تعالیٰ نے اعلائے کلمہ اسلام کے لیے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ذریعہ جو سلسلہ قائم فرمایا تھا آج اس کا قیام دوسو تیرہ ممالک میں ہو چکا ہے جن میں سے اڑتیس ممالک وہ ہیں جن میں عہد خلافت خامسہ میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے اور اس دَور میں اسّی لاکھ سے زائد افراد سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔

خلافتِ خامسہ میں تین ہزار سے زائد نئے مراکز تبلیغ قائم ہوئے۔ چھ ہزار سے زائد نئی مساجد کا قیام عمل میں آیا اور پندرہ ہزار سے زائد جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ اب 90 ممالک میں 591 لائبریریاں موجود ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت خامسہ کے بابرکت عہد میں عالمگیر سطح پر جماعت میں کس طرح وسعت اور ترقی کے سامان خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے پیدا کیے۔ یہ اپنی ذات میں الٰہی تائید کا ایک زبردست نشان ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

☆۔۔۔ **دورہ جات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ:** مُرشد اور مرید کا تعلق بھی الفت و محبت اور عشق کا عجیب رنگ رکھتا ہے۔ اگر مرید اپنا سب کچھ مرشد پر فدا کرنے کے لیے ہر دم تیار اور آمادہ ہوتا ہے تو دوسری طرف مرشد بھی ان کی خبر گیری کے لیے ہر لحظہ بے چین ہوتا ہے۔ اکثر مرید ملاقاتوں کے لیے حاضر خدمت ہوتے ہیں تو گاہے مرشد ازراہ شفقت خود ان کی احوال پُرسی کے لیے دورے پر تشریف لے جاتے ہیں اور جب کبھی نہ جا سکیں تو چشم تصور سے انہیں محو نہیں ہونے دیتے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں، میں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لیے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔'' (روزنامہ الفضل یکم اگست 2014ء)

افراد جماعت کی تعلیم و تربیت اور جماعتی نظام کے استحکام اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کی خاطر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انیس سالہ دور خلافت میں دنیا بھر کے دورے کیے جن سے کوئی برّ اعظم خالی نہیں رہا۔ آپ نے اندرون برطانیہ کے دورہ جات کے علاوہ دیگر ممالک کے سو سے زائد دورہ جات کیے جن میں انتیس مغربی ممالک شامل ہیں۔ ان دورہ جات کا عرصہ قیام قریباً تین سال پر محیط ہے۔ ان دورہ جات کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 42 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا، 103 مساجد کا افتتاح فرمایا۔ ہزاروں بااثر افراد اور قریباً دو لاکھ احمدیوں کو شرف ملاقات بخشا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان دوروں میں بھی حضور کی معمول کی روزمرہ مصروفیات بدستور جاری رہتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان دورہ جات کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دوروں کے بڑے مثبت اثرات ہوتے ہیں۔ اپنوں اور غیروں سے تعلق کے لحاظ سے بھی اور جماعتی انتظامی لحاظ سے بھی براہ راست مشاہدہ اور معلومات سے بہت سی چیزیں میرے علم میں آجاتی ہیں۔ تین بڑے فائدے تو یہ ہیں کہ ان ملکوں کے پڑھے لکھے طبقے اور اثر ورسوخ والے لوگوں سے رابطہ ہو جاتا ہے، ملاقاتوں کی صورت میں بھی اور مساجد کے افتتاح یا ریسیپشن وغیرہ میں دوسرے میڈیا کے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کا تعارف اور حقیقی تعلیم لوگوں کے علم میں آجاتی ہے۔ اور تیسری بڑی بات یہ ہے کہ افراد سے، افرادِ جماعت سے ذاتی رابطہ اور تعارف ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں ان کے ایمان و اخلاص اور جو تعلق ہے، مودّت و اخوت کا، محبت اور بھائی چارے کا اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ خلیفہ وقت اور افرادِ جماعت کے آپس میں براہ راست ملنے، دیکھنے، سننے سے غیر معمولی تبدیلی بھی پیدا ہوتی ہے اور جذبات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ پھر ان حالات کے مطابق جو اِن ملکوں میں ہوتے ہیں براہ راست خطبات میں ان سے باتیں بھی ہو جاتی ہیں''۔

(خطبہ جمعہ 16 رنومبر 2018ء، مطبوعہ الفضل 7 تا 13 دسمبر 2018ء صفحہ 5)

☆۔۔۔ **تحریک وقف نو کے بابرکت پھل:** حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی جاری فرمودہ واقفین نو کی تحریک اپنے آغاز 3 راپریل 1987ء سے بلوغت کے بعد خلافت خامسہ میں ایک باشعور ذمہ دار عمر کو پہنچ چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی خلافت کے آغاز سے ہی اس تحریک کے نونہالوں کو اپنی آغوش میں لے لیا اور تربیت کے لیے ہر لحظہ نگرانی اور رہنمائی فرمائی۔ خطبات جمعہ، براجتماعات وقف نو اور پھر دیس بدیس وقف نو کلاسز میں ان واقفین نو کو برکت بخشی اور بیش بہا قیمتی نصائح سے نوازا۔ 27 رجون 2003ء کو حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ ''آئندہ۔۔۔ مبلغین کی بہت بڑی تعداد کی ضرورت ہے اس لیے اس نہج پر تربیت کریں کہ بچوں کو پتہ ہو کہ اکثریت ان کی تبلیغ کے میدان میں جانے والی ہے۔'' (الفضل انٹرنیشنل 22 راگست 2003ء)

اس وقت دنیا بھر میں کُل 66973 واقفین نو میں سے 39781 واقفین نو اور 27192 واقفات نو ہیں۔ ہزاروں بچے اور بچیاں اعلیٰ دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کر کے دنیا بھر میں جماعت کے نظام میں خدمات بجالا رہے ہیں۔

☆۔۔۔ **نئے جامعات احمدیہ کا قیام:** قادیان میں پہلے مدرسہ احمدیہ اور پھر جامعہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ دوسرا جامعہ احمدیہ ربوہ میں قائم ہوا۔ خلافت رابعہ کے دور میں تیسرا جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش میں شروع ہو گیا۔ خلافت خامسہ کا بابرکت دَور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تحریک وقف نو کے پھل تیار ہونے کا بھی دَور ہے چنانچہ جماعتی ضرورت کے مطابق اس بابرکت عہد میں دنیا بھر میں آٹھ نئے جامعات کینیڈا، یوکے، جرمنی، غانا، سیرالیون، بنگلہ دیش اور بورکینا فاسو میں قائم ہوئے۔ چنانچہ کُل تعداد اب دس ہو چکی ہے۔

یہ محض چند مثالیں ہیں جو ''خلافت خامسہ میں الٰہی تائیدات'' کے حوالے سے پیش کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو قائم و دائم رکھے اور اپنی تائیدات کے نظارے ہمیشہ دکھاتا رہے۔ آمین

(قسط دوم۔آخر)

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق الٰہی

(شیخ فضل عمر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”جس قدر انسان خدا کے خوف میں ترقی کرے گا اسی قدر محبت زیادہ ہوتی جاوے گی اور جس قدر محبت الٰہی میں ترقی کرے گا اسی قدر خدا کا خوف غالب ہو کر بدیوں اور برائیوں سے نفرت دلا کر پاکیزگی کی طرف لے جائے گا۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 299)

پس جس دل میں محبت الٰہی ہوتی ہے وہ ربّ ذوالجلال کے خوف سے لرزاں وترساں رہتا ہے۔صحابہ کرام کے دل جو محبت الٰہی سے لبریز تھے وہ خدا کی ہیبت و جلال سے لرزاں بھی رہتے تھے۔حضرت عثمانؓ خوف خداوندی سے اکثر آبدیدہ رہتے۔موت، قبر اور عاقبت کا خیال ہمیشہ دامنگیر رہتا۔کوئی جنازہ گزرتا تو کھڑے ہو جاتے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے۔مقبروں سے گزرتے تو رقّت طاری ہو جاتی اور داڑھی تر ہو جاتی۔لوگ کہتے کہ جنت و دوزخ کے تذکروں سے تو آپ پر اس قدر رقّت طاری نہیں ہوتی۔آخر مقبروں میں کیا خاص بات ہے کہ انہیں دیکھ کر آپؓ بے قرار ہو جاتے ہیں؟ فرماتے: آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے۔اگر یہ معاملہ آسانی سے طے ہو گیا تو پھر تمام منزلیں آسان ہیں۔اگر اس میں دشواری پیش آئی تو تمام مرحلے دشوار ہوں گے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد اوّل صفحہ 63)

حضرت عمرؓ خشیت الٰہی سے لرزاں وترساں رہتے۔قیامت کے مؤاخذہ سے بہت ڈرتے تھے اور ہر وقت اس کا خیال رہتا۔ایک دفعہ کسی سے آپؓ نے فرمایا ”تم کو یہ پسند ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام لائے، ہجرت کی، جہاد کیا اور نیک اعمال کیے۔اس کے بدلہ میں دوزخ سے بچ جائیں اور عذاب و ثواب برابر ہو جائے۔وہ صحابی کہنے لگے: خدا کی قسم! ہم نے روزے بھی رکھے، نمازیں پڑھیں، بہت سے نیک کام کیے اور ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لائے۔ہمیں ان اعمال سے اپنے ربّ سے بہت توقعات ہیں۔حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔مجھے تو یہی غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ عذاب سے بچ جائیں اور نیکی اور بدی برابر ہو جائیں۔

(بخاری باب ایام الجاہلیۃ)

حضرت ابوبکرؓ فرمایا کرتے تھے: اگر آسمان سے ندا آئے کہ ایک آدمی کے سوا تمام دنیا کے لوگ جنتی ہیں تب بھی مواخذہ کا خوف میرے دل پر ہو گا کہ شاید وہ بدقسمت انسان میں ہی ہوں۔ (کنز العمال جلد ششم صفحہ 245)

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب کوئی سرسبز درخت دیکھتے تو فرماتے: کاش میں درخت ہی ہوتا کہ عاقبت کے جھگڑوں سے چھوٹ جاتا۔کسی باغ سے گزرتے تو چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو آہ سرد کھینچ کر فرماتے: پرندو! تمہیں مبارک ہو کہ دنیا میں چگتے پھرتے ہو، درخت کے سایہ میں بیٹھتے ہو اور قیامت کے روز تمہارا کوئی حساب نہ ہو گا۔کاش ابوبکر بھی تمہاری طرح ہوتا۔ (کنز العمال جلد ششم صفحہ 312)

آنحضور ﷺ کی قوّت قدسیہ نے اپنے صحابہؓ میں محبتِ الٰہی کی جو لَو لگائی تھی اس کے نتیجے میں صحابہ کی روح کی غذا ذکرِ الٰہی تھی۔بڑی کثرت سے نمازوں کے علاوہ بھی ذکرِ الٰہی اور تسبیحات کیا کرتے تھے۔ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد دس بار تسبیح، دس بار تحمید اور دس بار تکبیر پڑھ لیا کرو اور جب سونے لگو تو 33 بار تسبیح، 33 بار تحمید اور 34 بار تکبیر پڑھ لیا کرو۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کی تلقین فرمائی میں نے اس کو چھوڑا نہیں۔ (بخاری کتاب المناقب۔مناقب علیؓ)

حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ ہر روز بارہ ہزار دفعہ تسبیحات کرتے اور فرماتے: میں اپنے گناہوں کے مطابق تسبیحات کرتا ہوں۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آ کر یہ کہہ کر نماز شروع کی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور اس کی ذات پاک ہے صبح بھی اور شام بھی۔نماز کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمے خدا کو ایسے پیارے لگے کہ آسمان کے دروازے ان کے لیے وا کر دیے گئے۔ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ یہ مبارک کلمات دہراتا ہوں۔ (مسلم، ترمذی، نسائی)

اپنی ضروریات کو ترک کر کے یعنی اپنی خواہشات کا قلع قمع کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی راہ میں اُسی کی محبت اور رضا کے حصول کی خاطر اپنے مال کو بخوشی پیش کر دینا ہی انفاق کی حقیقی روح ہے۔قرآن کریم نے انفاق مال کے ساتھ بہترین اور پسندیدہ مال کی شرط بھی لگائی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مال پیش کرنے کا تعلق ایثار سے ہے۔چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! اجر کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تُو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔صدقہ وخیرات میں ایسی دیر نہ کر

یہاں تک جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے فلاں کو اتنے دے دو اور فلاں کو اتنا۔ حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا (یعنی اب تیرے اختیار سے نکل چکا ہے۔) (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ حدیث نمبر 1330)

انفاق فی سبیل اللہ دو طرح سے ہے، ایک فرض جیسے زکوٰۃ اور دوسرا نفل مثلاً صدقات۔ آنحضورﷺ کی زیر تربیت صحابہ ہر دو طرح کی مالی قربانیوں میں انتہائی درجے پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس حوالے سے متعدد ایمان افروز واقعات احادیث کی کتب میں درج ہیں۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ نے کئی بار اپنا سارا مال خدا اور اُس کے رسول کی خاطر پیش کر دیا۔ ہجرت کے وقت بھی اپنا سارا مال پانچ چھ ہزار درہم اپنے ہمراہ لے لیے تا کہ بوقت ضرورت راستے میں راہِ خدا میں پیش کر سکیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنا نصف مال آنحضورﷺ کے قدموں میں رکھ کر سوچا کہ آج مَیں ابوبکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا۔ لیکن جب حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے تو انہوں نے اپنا سارا مال راہِ خدا میں پیش کر دیا اور حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ مَیں ان پر کبھی کسی چیز میں سبقت نہیں لے جاسکتا۔ اسی طرح جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے بہترین مال کو خدا کے حضور پیش کرو تو کئی صحابہ کرامؓ (مثلاً حضرت طلحہؓ، حضرت ابو الدحداحؓ اور حضرت عبداللہ بن زیدؓ) نے اپنے باغ صدقہ کر دیے، بعض صحابہؓ (مثلاً حضرت عمرؓ) نے باغ کا پھل راہِ خدا میں پیش کیا، کئی صحابہؓ (مثلاً حضرت اسماءؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ) نے اپنے کئی غلاموں کو آزاد کیا۔ بعض صحابہؓ (مثلاً حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابن عمرؓ) نے اپنے بہترین جانور پیش کر دیے۔ یہ ساری مالی قربانی اسی لیے تھی کہ صحابہؓ اپنے ربّ کی محبت میں سرشار تھے اور اس راہ میں ترقی کرتے چلے جانے کی اُمنگ اُن کے دلوں میں موجزن رہتی تھی۔ اس راہ میں وہ اپنے دنیاوی نقصانات کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ کی عادت تھی کہ جب کوئی چیز انہیں اپنے مال میں زیادہ پسند آتی تو اُسے اللہ کی راہ میں دے کر قربِ الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ آپؓ کے غلاموں کو آپؓ کی اس عادت کا پتہ چل گیا۔ چنانچہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی غلام نماز کے لیے خوب تیار ہو کر مسجد میں جا کر بیٹھ جاتا۔ حضرت ابنِ عمرؓ اُس کو اس حالت میں دیکھتے تو خوش ہو کر اسے آزاد کر دیتے۔ اگر کوئی دوست کہتے کہ ان غلاموں میں عبادت کا شوق نہیں ہے بلکہ یہ تو صرف آپؓ کو دھوکا دیتے ہیں تو آپؓ فرماتے: ’’جو ہم کو اللہ کے معاملہ میں دھوکا دے گا ہم ضرور اُس کے دھوکے میں آئیں گے۔‘‘

حضرت عثمانؓ کی مالی قربانیوں کا شمار ممکن نہیں۔ آنحضورﷺ نے ایک خطبہ میں جب جیشِ عسرہ کی ضرورتوں کی طرف توجہ دلائی تو آپؓ نے ایک سو اونٹ مع کجاوہ و پالان کے دینے کا وعدہ کیا۔ جب آنحضورﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا تو آپؓ نے مزید ایک سو اونٹوں کا وعدہ کیا۔ پھر جب آنحضورؐ نے تیسری بار توجہ دلائی تو آپؓ نے بھی مزید ایک سو اونٹوں کا وعدہ کر لیا۔ تب آنحضورؐ نے آپؓ کے لیے یوں دعا کی: ’’اے میرے اللہ! عثمان کو بھول نہ جانا، عثمان پر کوئی مؤاخذہ نہیں اگر آج کے بعد وہ کوئی عمل نہ کرے۔‘‘ غزوۂ تبوک میں حضرت عثمانؓ نے ایک ہزار سواریاں پیش کیں اور غزوہ کے کُل خرچ کا ایک تہائی پیش کر دیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ایک مالدار تاجر تھے۔ آپؓ نے ایک دفعہ سات سو اونٹ مع سامان تجارت کے صدقہ کیے۔ ایک بار چار ہزار درہم، پھر چالیس ہزار درہم، پھر چالیس ہزار دینار، پھر پانچ سو اونٹ، پھر ڈیڑھ ہزار اونٹنیاں صدقہ کیں، کئی سو گھوڑے جہاد کے لیے پیش کیے۔

حضرت ابولبابہؓ اپنی ایک غلطی پر نادم ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمالی۔ پھر وہ آنحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مکان اور سارا مال صدقہ کر دیا۔ آنحضورﷺ نے تہائی مال کا صدقہ قبول فرما لیا۔

اسی طرح حضرت کعب بن مالکؓ کی توبہ جب قبول ہوئی تو انہوں نے بھی اپنا سارا مال بطور شکرانہ کے صدقہ کرنے کے لیے آنحضورﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آنحضورﷺ نے فرمایا کہ کچھ مال اپنے پاس رکھ لو۔

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے اور آپؓ کا وظیفہ پانچ ہزار دینار تھا۔ مگر سارا وظیفہ صدقہ کر دیتے اور خود چٹائیاں بُن کر گزارا کرتے۔ آپؓ کے بھانجے نعمان بن حمید کہتے ہیں کہ آپؓ فرماتے تھے: مَیں کھجور کے پتے ایک درہم میں خریدتا ہوں اور محنت کر کے انہیں تین درہم میں بیچتا ہوں۔ ایک درہم تو اسی کام کے لیے رکھ لیتا ہوں، دوسرا درہم اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درہم صدقہ کر دیتا ہوں۔ کوئی بھی مجھے اس کام سے روکے تو مَیں نہیں رکوں گا۔

آنحضورﷺ نے ایک خطبہ عید میں صدقہ وخیرات کی ترغیب دی تو صحابیاتؓ نے اپنے کانوں کی بالیاں، گلے کے ہار اور انگلیوں کے چھلے تک اتار کر حضرت بلالؓ کی چادر میں ڈال دیے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ سے زیادہ کسی کو سخی نہیں دیکھا۔ ان دونوں کے طریقے مختلف تھے۔ حضرت عائشہؓ تھوڑا تھوڑا کر کے جمع کرتیں اور جب کچھ مال جمع ہو جاتا تو تقسیم کر دیتیں لیکن حضرت اسماءؓ تو کوئی چیز پاس رکھتی ہی نہیں تھیں۔

ایک بار ایک صحابیؓ انڈے کے برابر سونا لے کر آنحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے یہ سونا ایک کان سے ملا ہے اسے بطور صدقہ قبول فرمائیے۔ اس کے علاوہ میرے پاس اَور کچھ نہیں ہے۔ اس پر آنحضورﷺ نے اعراض فرمایا تو اُس صحابیؓ نے دوبارہ عرض کیا اور پھر سہ بارہ عرض کیا۔ اس پر آنحضورﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنا تمام سرمایہ صدقہ میں دے دیتے ہو اور پھر بھیک مانگنے لگتے ہو۔ بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی انسان کے پاس کچھ مال رہ جائے۔

حضرت حکیم بن حزامؓ کے پاس دو اعرابی سائل آئے تو آپؓ انہیں بازار لے گئے۔ دو اونٹنیاں اور اُن کا سامان خریدا اور اُن پر غلہ لاد کر اُن کے حوالہ کر دیا۔

پس تاریخ اسلام کے دورِ اوّلیں میں مالی قربانیوں کے بہت سے واقعات محفوظ ہیں جب کئی صحابہؓ نے سائل کی ضرورت پوری کرنے کے لیے قرض لیا اور بے شمار صحابہؓ نے صدقہ وخیرات کرنے کے لیے مزدوری کی اور اپنی محنت کی کمائی پیش کر دی۔ اُمّ المومنین حضرت زینبؓ بن جحش چمڑہ رنگنے اور سینے کے فن سے آشنا تھیں اور اس طرح جو آمد ہوتی اللہ کی راہ میں خرچ کرتیں۔ حضرت زینبؓ سوت کات کر مجاہدین کی مدد کیا کرتی تھیں۔ حضرت سودہؓ کھالیں بناتیں اور اُن سے ہونے والی آمدنی صدقہ کرتیں۔

مذکورہ بالا مثالیں صدقات اور طوعی انفاق فی سبیل اللہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

لیکن جب معاملہ صدقات کی بجائے زکوٰۃ کا ہو تو صحابہؓ کی زندگیوں میں نہایت دلکش نظارے نظر آتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے صحابہؓ کا اسوہ یوں تھا کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب پھل پک جاتے اور زکوٰۃ کا وقت آتا تو صحابہؓ جوق در جوق اپنے اموال کی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوتے یہاں تک کہ ایک ڈھیر لگ جاتا۔ حضرت اُبی بن کعبؓ کو آنحضورﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ ایک صحابی کے پاس جب آپؓ پہنچے تو انہوں نے اپنا بہت سا مال پیش کر دیا۔ آپؓ نے کہا کہ تم پر صرف اونٹنی کا ایک بچہ فرض ہے۔ صحابیؓ نے عرض کیا کہ بچہ کس کام کا؟ نہ وہ سواری کے قابل ہے، نہ دودھ دیتا ہے، آپ یہ اونٹنی لے جائیں۔ آپؓ نے بتایا کہ آنحضورﷺ کی اجازت کے بغیر آپؓ اسے قبول نہیں کر سکتے تو وہ صحابیؓ آنحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بات دہرائی۔ چنانچہ آنحضورﷺ نے اونٹنی قبول کرتے ہوئے فرمایا: فرض تو وہی ہے جو اُبی نے بیان کیا ہے لیکن اگر تم اس سے زیادہ دو تو وہ صدقہ ہوگا اور ہم اس کو قبول کر لیں گے۔ اسی طرح ایک صحابیؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ جب ہمیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجتے تو فرماتے کہ دودھ دینے والی اونٹنی وصول نہیں کرنی۔ ایک جگہ کسی نے ایک نہایت خوبصورت، جسیم اونٹنی پیش کی مگر مَیں نے قبول نہ کی۔ اُس نے اصرار کیا کہ اُس کے مال میں سے بہترین اونٹنی لے لوں۔ پھر میرے کہنے پر نسبتاً کم قیمت والی اونٹنی لے آیا تو مَیں نے اسے کہا کہ مَیں اسے قبول تو کر لیتا ہوں مگر اس بات سے ڈرتا ہوں کہ حضورﷺ کہیں مجھ پر ناراض نہ ہوں۔

ایک صحابیہؓ اپنی لڑکی کے ساتھ آنحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے۔ آپؐ نے پوچھا کیا اِن کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خدا قیامت کے دن تمہارے ہاتھ میں آگ کے کنگن پہنائے۔ انہوں نے یہ سنا تو فوراً کنگن آپؐ کے سامنے ڈال دیے۔

خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کی قربانی پیش کرنے اور کرتے چلے جانے کا انداز صحابہؓ نے اپنے آقاﷺ سے ہی سیکھا تھا۔ چنانچہ حضرت ابو بصرہ غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں قبول اسلام سے قبل آنحضرتﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے مجھے بکری کا دودھ پیش کیا جو آپ کے اہل خانہ کے لیے تھا۔ حضورؐ نے مجھے سیر ہو کر وہ دودھ پلایا اور صبح میں نے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں مجھے پتہ لگا کہ آنحضرتﷺ نے وہ رات بھوکے رہ کر گزاری جبکہ اس سے پچھلی رات بھی بھوکے گزاری تھی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 6 حدیث نمبر 25968)

گھر میں موجود کھانے کی ایک ہی چیز اصحابِ صفّہ کو پیش کر دینا، نئی خوبصورت چادر کسی کی فرمائش پر اُسے عطا فرما دینا، یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں کے سر پر دستِ شفقت رکھنا آپؐ کے اخلاق عالیہ تھے جو آپؐ کے اہل وعیال اور صحابہؓ نے سیکھے اور خدا تعالیٰ کی محبت کی خاطر اُنہیں اپنایا۔ چنانچہ ایک صحابی حضرت ربیعہ الاسلمیؓ غربت کی وجہ سے شادی نہ کرتے تھے۔ آنحضرتﷺ نے خود ان کا رشتہ کروایا۔ ولیمہ کا وقت آیا تو حضورؐ نے انہیں فرمایا: عائشہؓ کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری لے آؤ۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا تو انہوں نے بتایا کہ اس ٹوکری میں تھوڑا سا آٹا ہے اور اس کے علاوہ کھانے کی کوئی اَور چیز نہیں لیکن چونکہ حضورؐ نے فرمایا ہے اس لیے لے جاؤ۔ چنانچہ اس آٹے سے ولیمے کی روٹیاں پکائی گئیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 4 حدیث نمبر 15982)

حضرت دکین بن سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرتﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم 440 آدمی تھے اور ہم نے حضورؐ سے غلہ مانگا۔ آپؐ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا: اٹھو اور انہیں دو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے پاس تو صرف اتنا ہے جو میرے اور میرے بچوں کے لیے گرمی کے موسم میں کفایت کرے۔ آپؐ نے فرمایا: اٹھو اور دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ ان سب لوگوں کو ساتھ لے کر گھر آئے۔ کمرہ کھولا تو وہاں کھجوروں کا چھوٹا سا ڈھیر تھا۔ ہم میں سے ہر آدمی نے اپنی ضرورت کے مطابق اس میں سے لے لیا۔ مگر خدا کی قدرت کہ اس ڈھیر میں ذرّہ برابر کمی نہ آئی۔ (حلیۃ الاولیاء جلد اوّل صفحہ 365)

ایک بار رسول اللہﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ کیا آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھلایا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ فوراً اٹھے، گھر پہنچے۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا جو اس سے لے لیا۔ وہ لے کر مسجد گئے اور وہاں ایک سائل ملا تو وہ ٹکڑا اسے دے دیا۔ (سنن ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ حدیث نمبر 1422)

ایک دفعہ حضرت علیؓ کے پاس کسی سائل نے آکر سوال کیا تو آپ نے حضرت حسنؓ یا حسینؓ سے فرمایا کہ اپنی امّاں سے جا کر کہو میں ان کے پاس چھ درہم چھوڑ آیا ہوں ان میں سے ایک درہم دے دیں۔ چنانچہ وہ صاحبزادے گئے اور واپس آکر کہا کہ اماں جان کہتی ہیں کہ آپ نے آٹا خریدنے کے لیے وہ چھ درہم چھوڑے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بندے کا ایمان سچا نہیں ہو سکتا جب تک کہ بندے کو اس چیز پر، جو اللہ کے قبضہ میں ہو، زیادہ اعتماد نہ ہو بہ نسبت اس چیز کے جو بندے کے قبضہ میں ہو۔ پھر فرمایا کہ جا کر اپنی اماں سے وہ چھ درہم لے آؤ۔ حضرت فاطمہؓ نے وہ رقم بھیج دی اور حضرت علیؓ نے وہ چھ کے چھ درہم اس سائل کو دے دیے۔ (کنز العمال جلد 3 صفحہ 310)

ایک مسکین نے حضرت عائشہؓ سے کچھ مانگا۔ اس دن آپ روزہ سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک چپاتی کے اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے اپنی خادمہ سے فرمایا یہ روٹی سائل کو دے دو۔ خادمہ نے کہا کہ پھر آپ کس چیز سے روزہ افطار کریں گی؟ آپؓ نے فرمایا کہ روٹی ضرور اس سائل کو دے دی جائے۔ اسی طرح ایک دفعہ کسی مسکین نے حضرت عائشہؓ سے کھانا طلب کیا۔ ان کے سامنے انگور کا ایک خوشہ رکھا ہوا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے ایک آدمی سے کہا کہ یہ خوشہ اٹھا کر سائل کو دے دو۔ اس آدمی نے تعجب کیا مگر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ (اگر کوئی ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کا بدلہ پائے گا۔)

ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔ شام ہونے تک آپؓ نے سب کے سب تقسیم کر دیے۔ اس دن آپ کا روزہ بھی تھا۔ جب افطاری کا وقت آیا تو لونڈی نے آپؓ سے کہا کہ گھر میں آج افطاری کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ (مستدرک حاکم جلد 4 صفحہ 13)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک بار بیمار تھے۔ آپؓ نے فرمایا: میرا دل مچھلی کھانے کو چاہتا ہے۔ لوگوں نے آپ کے لیے مچھلی تلاش کی۔ بڑی تلاش کے

بعد صرف ایک ہی مچھلی ملی جسے ان کی بیوی حضرت صفیہ نے کھانے کے لیے تیار کر دیا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے پیش کیا۔ اتنے میں ایک مسکین آیا اور حضرت ابن عمرؓ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپؓ نے مچھلی اٹھا کر اسے دے دی۔ گھر والوں نے عرض کیا کہ آپ نے تو ہمیں اس مچھلی کی تلاش میں تھکا دیا تھا۔ ہم مسکین کو درہم دے دیتے ہیں، وہ درہم اس کے لیے مچھلی سے زیادہ مفید ہوگا۔ مگر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اس وقت میرے نزدیک یہی مچھلی محبوب ہے اور میں اِسے ہی صدقہ کروں گا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد اوّل صفحہ 297)

حضرت سعید بن عامرؓ ایک دفعہ شدید مالی مشکلات کا شکار ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت تھا جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے ایک ہزار دینار حضرت سعیدؓ کو بھجوا دیے۔ وہ یہ دینار لے کر اپنی بیوی کے پاس آئے اور واقعہ بتایا۔ بیوی نے کہا آپ اس رقم سے کچھ کھانے پینے کا سامان اور غلّہ خرید لیں۔ فرمانے لگے کیا میں تجھے اس سے بہتر بات نہ بتاؤں۔ ہم اپنا مال اس کو دیتے ہیں جو ہمارے لیے تجارت کرے اور ہم اس کی آمدنی سے کھاتے رہیں اور اس مال کی ضمانت بھی وہی دے۔ بیوی نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ حضرت سعیدؓ بن عامر نے وہ تمام دینار اللہ کی راہ میں خرچ کر دیے اور تنگی ترشی میں گزارہ کرتے رہے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اوّل صفحہ 244)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بہت زیادہ مبتلائے مشقّت ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: آج کی رات اسے کون مہمان کے طور پر ٹھہرائے گا۔ حضرت ابوطلحہؓ انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں۔ چنانچہ وہ اسے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا کچھ کھانے کے لیے ہے؟ اس نے کہا سوائے بچوں کے کھانے کے اَور کچھ نہیں۔ انہوں نے بیوی سے کہا: بچوں کو کسی چیز سے بہلا دے اور جب وہ شام کا کھانا مانگیں تو انہیں سلا دے۔ اور جب ہمارا مہمان اندر آئے تو چراغ بجھا دینا۔ چنانچہ انہوں نے مہمان کی آمد پر چراغ گُل کر دیا اور بچوں کو سلا دیا اور خود دونوں میاں بیوی مہمان کے ساتھ بیٹھ کر اندھیرے میں منہ ہلاتے رہے گویا کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح گھر کے سب لوگ فاقہ سے رہے اور مہمان نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے اس واقعہ کی خبر دی۔ حضورؐ نے صبح حضرت ابوطلحہؓ کو بلایا اور ہنستے ہوئے فرمایا کہ رات تم نے مہمان کے ساتھ کیا کیا۔ اللہ تعالیٰ کو تم دونوں کی یہ بات بہت پسند آئی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الاشربہ حدیث نمبر 3839)

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ ایک جمعہ کو ایک بدحال شخص مسجد میں داخل ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی خاطر صدقہ کی تحریک فرمائی۔ صحابہؓ نے کچھ کپڑے پیش کیے تو رسول اللہؐ نے وہ کپڑے اسے دے دیے۔ اگلے جمعہ کو وہ پھر آیا اور رسول اللہؐ نے جب صدقہ کی تحریک کی تو اس نے دو کپڑوں میں سے ایک پیش کر دیا، مگر آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنا کپڑا اٹھا لو۔

(سنن نسائی کتاب الجمعۃ حدیث نمبر 1391)

حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک غریب قوم کے لوگ حاضر ہوئے جو ننگے پاؤں اور ننگے بدن تھے۔ ان کی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر تھا اور آپ نے صحابہؓ کو جمع کر کے خطاب کیا اور ان کے لیے صدقہ کی تحریک فرمائی۔ صحابہؓ نے دینار، درہم، کپڑے اور جو اور کھجور صدقہ کیا یہاں تک کہ کپڑوں اور غلے کے دو ڈھیر جمع ہو گئے۔ حضرت جریرؓ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہؐ کا چہرہ یہ منظر دیکھ کر سونے کی ڈلی کی طرح چمک رہا تھا۔ (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ حدیث نمبر 1691)

اگرچہ صحابہ کرام کی قربانیاں اکثر ایسی پوشیدہ ہوتی تھیں کہ جن کا اظہار ہو جانا کسی طور وہ پسند نہیں کیا کرتے تھے تاہم یہ چند ایک مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی بے پایاں محبت اُن کے پاکیزہ دلوں میں موجزن تھی اور اپنے ربّ سے یہی عشق تھا جس نے انہیں توکّل علی اللہ کے عظیم الشان مقام پر فائز کر دیا تھا۔

اس مضمون کا اختتام ایک ایسی لازوال حقیقت پر کرتے ہیں جس کی مثال مذہبی تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتی۔ آنحضور ﷺ سے صحابہؓ نے ایسا عشق کیا کہ اس کی نظیر بھی کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ وہ زندگی بھر آپ ﷺ کے دائیں بھی لڑے، بائیں بھی لڑے، آگے بھی اور پیچھے بھی لڑے اور اپنی جانوں کی قربانیاں دیتے چلے گئے تاکہ دشمن کے بد ارادوں سے آپؐ محفوظ رہ سکیں۔ چنانچہ صحابہؓ کی زندگیوں میں آنحضرت ﷺ کی وفات ہی سب سے بڑا امتحان تھا کہ جب اُن پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ان کے دلوں کو یقین نہیں آتا تھا کہ ان کا محبوب آقا جدا ہو گیا ہے۔ اُن کی ذہنی کیفیت اُن کے بس میں نہ رہی تھی۔ حضرت عمرؓ تلوار لے کر لہرانے لگ گئے کہ جو کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں میں اُس کا سر قلم کر دوں گا۔ ایسے میں سیدنا حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اور مبارک پیشانی پر بوسہ دینے کے بعد بے اختیار منہ سے یہ الفاظ نکلے: ہائے دوست رخصت ہو گیا۔ پھر سر جھکایا اور دوبارہ پیشانی کو بوسہ دے کر چہرہ مبارک ڈھانک دیا اور کہا آپ کی زندگی کیا اچھی تھی اور موت بھی کیا اچھی ہے۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ کی قسم! اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ (یعنی وہ جسمانی موت جو مقدّر تھی ہو گئی لیکن آپ کے مشن پر موت کبھی وارد نہیں ہوگی۔) اس کے بعد آپؓ باہر تشریف لائے جہاں حضرت عمرؓ تلوار لہرا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جو رسولؐ اللہ کی وفات کا اعلان کرے گا اس کا سرتن سے جدا کر دوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے بڑی جرأت و بہادری سے حضرت عمرؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا: عَلٰی رِسْلِكَ، عمر ٹھہر جاؤ۔ پھر صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمدؐ فوت ہو چکے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ نے فرمایا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ...

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی و وفاتہ)

گویا جس توحید کے قیام کی خاطر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے اور اس راہ میں بے شمار دکھ اور مصائب برداشت کیے تھے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے جب توحید کا درس یاد دلایا تو حضرت عمرؓ کی تلوار نیام میں چلی گئی اور خدا تعالیٰ کی محبت اور کلام اللہ کی عظمت کے سامنے انہوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ یہ آنحضور ﷺ کی صحبت کا فیض تھا کہ آپؐ کے تربیت یافتہ آپؐ کے غلاموں کے پائے ثبات میں کوئی لغزش

باقی صفحہ 24 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت میاں مولا بخش صاحب رضؓ

(عبدالرحمٰن شاکر)

حضرت میاں مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ (والد حافظ محمد رمضان صاحب مولوی فاضل مربی سلسلہ احمدیہ) قادیان سے جانبِ شمال موضع پسنانوالی کے رہنے والے تھے۔ آپؓ کے والد کا نام محمدؐ تھا جو اسی گاؤں کے اچھے لکھے پڑھے صاحبِ تقویٰ وطہارت بزرگ تھے۔ علاقہ بھر میں انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کے تین بیٹے تھے: محمد عبداللہ منشی فاضل، خیر دین اور مولا بخش۔

میاں مولا بخش صاحب اپنے بچپن میں اپنے والد کے ہمراہ (1885ء سے قبل) حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کے لیے کئی دفعہ قادیان آچکے تھے۔ گو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ زندگی کی جھلک تو بچپن سے ہی دیکھی ہوئی تھی لیکن آپ خود احمدیت کی طرف یوں راغب ہوئے کہ انہی دنوں قصبہ سٹھیالی کے قریب سے نہر باری دوآب کی ایک شاخ گزرتی تھی اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ دہلوی اسی نہر پر اوورسیئر متعین تھے۔ میاں مولا بخش صاحب ملازمت کے لئے حضرت میر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس طرح دونوں میں روابط بڑھنے لگے اور اسی تعلق سے احمدیت کی طرف راغب ہو کر 1894ء میں مولا بخش صاحب نے بیعت کرلی۔

اسی زمانہ میں میاں مولا بخش صاحبؓ کے دو بڑے بھائی برٹش سفارت خانہ کابل میں ملازم ہو کر افغانستان چلے گئے۔ بعد میں کسی موقع پر انہوں نے آپؓ کو بھی کابل بلوالیا مگر جب آپؓ افغان سرحد پار کرنے لگے تو بوجہ پروانہ راہداری نہ ہونے کے روک دیے گئے۔ وہاں بیٹھے بیٹھے شام ہوگئی۔ اور سخت حیران کہ علاقۂ غیر میں اب کیا بنے گا؟ اتنے میں انگریزی چوکی کا ایک کلرک آیا اور پنجابی میں کہنے لگا: آؤ میاں جی گھر چلیں۔ یہ حیران کہ یہ کون ہے؟ وہ کہنے لگا کہ مَیں آپ کے والد صاحب کا ایک شاگرد ہوں۔ مَیں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ آپ کو اس بے سروسامانی میں کیسے چھوڑ سکتا ہوں، آرام سے میرے گھر میں رات بسر کریں، صبح اللہ مالک ہے۔ اگلے دن اتفاق سے سفارت خانہ کابل کے ایک مسلمان ڈاکٹر کابل جا رہے تھے۔ ان کو ایک ملازم کی ضرورت تھی۔ اس کلرک نے مولا بخش صاحب کی سفارش کردی۔ ادھر جب ڈاکٹر صاحب کو علم ہوا کہ ان کے دو بھائی برٹش سفارت خانہ میں پہلے ہی ملازم ہیں تو اُن کو خوشی سے ہمراہ لے گئے۔

"خدا خود میرِ سامان است اربابِ توکّل را"

کابل جا کر بھائیوں سے ملے، ملازمت پہلے ہی مل چکی تھی۔ انہی ڈاکٹر صاحب کے ہاں سے کھانا مقرر ہوگیا۔ جو تنخواہ ملتی وہ خالص بچت ہوتی۔ اس طرح کافی روپیہ پس انداز کرلیا۔

کابل میں ایک دن شاہی باغ کے دروازے پر کھڑے تھے کہ امیر عبدالرحمٰن شاہ افغانستان کی سواری آگئی۔ اس نے ایک اجنبی کو دروازے پر دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں ڈاکٹر صاحب کے ہاں ملازم ہوں اور پنجاب کا رہنے والا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ ہمارے باغ میں خوب میوہ کھایا کرو۔ انہوں نے ذرا اور جرأت سے کام لے کر عرض کیا: "حکم بدہ" کہ آپ حکم دے دیں۔ اس پر بادشاہ نے افسر باغ سے کہہ دیا کہ ان کو اجازت ہے، مفت پھل دے دیا کرو۔ چنانچہ آپ جب جاتے سیر ہو کر آتے۔ آپؓ چھ برس کابل میں رہے۔ کچھ تو گھریلو تعلیم کا اثر تھا کہ اس زمانہ میں فارسی عام زبان تھی اور کابل میں رہ کر بحر کُھل گیا۔ فارسی میں بڑی روانی سے باتیں کیا کرتے تھے۔ "گلستان" اور "بوستان" کے اشعار نوکِ زبان رہتے اور بڑی مہذّب گفتگو کیا کرتے تھے۔

کابل سے واپسی پر آپؓ نے اپنے گاؤں میں چمڑے کی تجارت شروع کردی۔ اس عرصہ میں کبھی کبھی قادیان ضرور آتے رہے۔ 1918ء میں آخر حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کی کشش اُنہیں مستقل طور پر قادیان میں لے آئی اور حضرت میر صاحب کے مکان سے بالکل ملحق پھاگل پور ہاؤس کی دکانوں میں رہائش اختیار کرلی۔ چند سال قبل بیوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ چار لڑکے تھے۔ فضل حق، اللہ داد، محمد رمضان اور علاؤالدین۔ دو بڑے لڑکے باپ کے ہمراہ کام کرتے تھے۔ محمد رمضان اڑھائی برس کی عمر میں نابینا ہوگئے اور علاؤالدین بالکل بچہ تھا۔ نہایت سادگی سے زندگی بسر ہوتی تھی۔ خدا تعالیٰ نے طبیعتوں میں کچھ ایسی مناسبت پیدا کی تھی کہ حضرت میر صاحب ان کے بغیر نہ رہتے تھے اور یہ بھی ہمزاد کی طرح ساتھ لگے رہتے تھے۔

بٹالہ سے تین میل کے فاصلہ پر قادیان کی سڑک سے نصف میل ہٹ کر قصبہ مسانیاں میں ایک پیر صاحب کی گدّی ہے جن کی اُس علاقہ میں خوب مانتا تھی۔ ایک دفعہ حضرت میر صاحبؓ اور میاں مولا بخش صاحبؓ بٹالہ سے ریل میں سوار ہو کر امرتسر جا رہے تھے۔ اتفاق سے وہ پیر صاحب بھی اسی ڈبّے میں سوار ہوگئے لیکن اس حالت میں کہ ان کے ہاتھ پر ایک باز تھا۔ دو چار مرید حقّہ لیے ہوئے ہمراہ تھے اور کوٹ کی جیب سے شراب کی بوتل جھانک رہی تھی۔ جب گاڑی روانہ ہوئی تو پیر صاحب نے مولا بخش صاحبؓ سے پوچھا۔ کہ "یہ کون بزرگ ہیں؟" انہوں نے کہا: "حضرت مرزا صاحبؑ کے خسر ہیں۔"

پیر صاحب نے خواہش کی کہ اُن سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ مولا بخش صاحب نے میر صاحب سے اجازت لے کر پیر صاحب کو قریب آنے کے لیے کہا۔ انہوں نے میر صاحب سے دریافت کیا کہ ’’حضرت! آپ نے مرزا صاحب میں کیا خوبی دیکھی تھی جو اپنی بیٹی کا رشتہ دینا منظور کرلیا؟‘‘

میر صاحب نے فرمایا کہ ’’مَیں نے کیا بُرا کیا؟ کیا تمہارے جیسے سیّدوں کو رشتہ دیتا؟ کیا تمہارے نانا کے ہاتھ پر باز ہوا کرتا تھا؟ کیا وہ حقّہ پیا کرتے تھے اور نوکر حقّہ لے کر ہمراہ چلتے تھے؟ اور کیا اُن کی جیب میں بوتل ہوا کرتی تھی؟

پیر صاحب نے بھلا ایسا جواب کب سُنا تھا؟ سنّاٹے میں آ گئے۔ آخر کیا بولتے؟ حالت دیکھنے والی تھی۔ اِدھر اُدھر دیکھتے رہے۔ وہ تو شُکر ہے کہ جلد ہی سٹیشن جینتی پورہ آ گیا اور وہ اُتر کر کسی دوسرے خانے میں چلے گئے۔

ایک دفعہ حضرت میر صاحب نے مولا بخش کو بلوایا اور کہا کہ تیار ہو جاؤ۔ ابھی امرتسر جانا ہے۔ وہ ہر وقت تیار رہتے تھے۔ صرف اشارے کے منتظر تھے۔ رات امرتسر میں کسی احمدی کے گھر مقیم ہوئے۔ صبح سویرے ہی میر صاحب نے بکر منڈی جا کر ایک سو بکرے جو قربانی کے لائق تھے خریدے اور مولا بخش کو زادِراہ دے کر بٹالہ روانہ کر دیا۔ وہ رات منشی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی سرائے میں گزار کر اگلے دن قادیان پہنچ گئے۔ عید قربان نزدیک تھی۔ تمام جانور فروخت کرائے۔ نفع میں سے یکصد روپیہ مولا بخش کا حصّہ بنا۔

ایک دن اتفاق سے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ میر صاحب سے ملنے کے لیے تشریف لائے تو مولا بخش نے عرض کیا کہ میر صاحب! میاں صاحب سے سفارش فرمائیں تا مجھے دس مرلہ زمین مکان کے لیے عنایت فرمائیں۔ میر صاحب رضی اللہ عنہ نے وہی نفع والا سو روپیہ میاں صاحب کو دے دیا اور سفارش بھی کر دی۔ میاں صاحب فرمانے لگے کہ بیس روپے اَور درکار ہیں۔ میر صاحب رضی اللہ عنہ نے بزرگانہ رعب ڈالتے ہوئے فرمایا کہ وہ بیس روپے اپنی جیب سے ڈال دو۔ اس طرح محلہ دارالرحمت میں بڑی موقع کی زمین مل گئی، جس پر مختصر سا مکان تعمیر کرلیا۔

چونکہ میاں مولا بخش صاحب ہمیشہ حضرت صاحب کے زیر سایہ رہے۔ ایک دن عرض کیا کہ اب مجھے کوئی فکر نہیں ہے سوائے ایک کے باقی تمام لڑکے تو اپنے کاموں میں ماہر ہو گئے ہیں مگر محمد رمضان کا کیا بنے گا؟ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو مدرسہ احمدیہ میں لے جاؤ اور داخل کرا دو۔ دوسرے دن جب ہیڈ ماسٹر شیخ عبدالرحمن صاحب مصری سے جا کر ملے تو انہوں نے معذوری ظاہر کی کہ ایک نابینا طالب علم کا انتظام مشکل ہے۔ میر صاحب نے فرمایا کہ کل میرے ساتھ چلنا۔ میر صاحب گئے اور شیخ مصری صاحب اب کی بار انکار نہ کر سکے۔ میر صاحب نے فرمایا کہ یہ کلاس میں بیٹھ کر صرف سنتا رہے گا اور ان شاء اللہ کچھ نہ کچھ حاصل کر لے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایسی برکت بخشی کہ ظاہری بصارت کی کمی خداداد دماغی قابلیت سے پوری ہو گئی۔ نہ صرف قرآن مجید حفظ کر لیا بلکہ پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل امتحان میں چوتھے نمبر پر پاس ہوئے۔ مولوی محمد سعید انصاری صاحب (مبلغ انڈونیشیا) اُن کے رائٹر تھے۔ محترم حافظ رمضان صاحب کافی عرصہ تک متفرق کلاس کے استاد رہے۔ پھر باقاعدہ مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل کر لیے گئے۔ ان کے پڑھنے کا طریق حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ اور حافظ

> سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2021ء سے خطاب کرتے ہوئے انصار کو توجہ دلائی کہ
>
> ’’دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں تعلق باللہ میں بھی ترقی کرنی ہوگی، تقویٰ میں بھی ترقی کرنی ہوگی، اپنے علم کو بڑھانے کی کوشش بھی کرنی ہوگی، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پوری طرح کاربند رہنے کے لیے بھی کوشش کرنی ہوگی۔‘‘

صوفی غلام محمد صاحب بی اے کا امتزاج تھا۔ آواز خوب پاٹ دار تھی اور عام فہم زبان میں وعظ کیا کرتے تھے اور وعظ کے درمیان موزوں اشعار اور لطائف سنا کر سماں باندھ دیا کرتے تھے۔ اُن کے تین بیٹے ہیں۔

حضرت میاں مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں ہر وقت ایک پانی سا رہا کرتا تھا جو کثرت سے ذکرِ الٰہی کا ثبوت تھا۔ روزانہ بہت سویرے بیدار ہوتے۔ تہجد کے لیے بلند آواز سے ذکرِ الٰہی کرتے ہوئے مسجد کو جاتے۔ لوگ ان کی آواز سے جاگ اٹھتے اور ذکرِ الٰہی میں لگ جاتے۔ الغرض بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ 1938ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

بقیہ از صفحہ 22 اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عشق الٰہی

نہ آئی۔ وہ زندگی بھر عشق الٰہی کے اسیر رہے اور اُن راہوں میں سرگرداں رہے جہاں اُن کے محبوبِ حقیقی کی رضا حاصل ہو سکتی ہو۔ بلاشبہ محبتِ الٰہی کے سائے میں وہ ہر باطل سے جا ٹکرائے اور اسی عشقِ حقیقی کا جام پینے کی آرزو میں اپنے محبوبِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ رضائے الٰہی کی یہی تڑپ تھی جس نے اُن کو ایسے عظیم الشان درجے پر فائز فرما دیا کہ رضی اللہ عنہم کا خطاب اُنہیں عطا ہوا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’کیا صحابہ کرام مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو اُن کو حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کے لیے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب، جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہوتی، ملتا ہے۔ پھر خیال کرو کہ رضی اللہ عنہم کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولا کریم کی رضامندی کا نشان ہے، کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟ بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 79)